حلالہ، عدت و سوگ، چوری ڈاکے، دودھ کے رشتوں، میاں بیوی کے حقوق اور
حرام عورتوں سے متعلقہ احکام کے بارے میں پانچ رسائل کا ایک بہترین مجموعہ

ہمارے مسائل اور اُن کا حل

مفتی محمد اکمل دامت برکاتہم العالیہ

کاوش - مولانا ارسلان
عطاری المدنی
ابو طیبا ابراہیم عطاری

حلالہ، عدت وسوگ، چوری، ڈاکے، دودھ کے رشتوں، میاں بیوی کے حقوق اور حرام عورتوں سے متعلقہ احکام کے بارے میں پانچ (5) رسائل کا ایک بہترین مجموعہ

ہمارے مسائل اور ان کا حل

مؤلف

مفتی محمد اکمل

مکتبہ اعلیٰ حضرت
الحمد مارکیٹ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار لاہور، پاکستان
042-7247301-0300-8842540
E-mail:maktabaalahazrat@hotmail.com

786

92

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	ہمارے مسائل اوران کاحل
مؤلف	مفتی محمد اکمل مدظلہ العالی
صفحات	144
ہدیہ	روپے
اشاعت	اگست 2004

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت

الحمد مارکیٹ دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار لاہور پاکستان

042-7247301-0300-8842540

E-mail:maktabaalahazrat@hotmail.com

اس مجموعے میں

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆

حلالہ کی شرعی تعریف، اس کے جائز طریقے اور اس سے متعلقہ دیگر
احکام پر مشتمل ایک عام فہم تحریر

حلالہ کے مسائل
واحکام

مؤلف

مفتی محمد اکمل
دامت برکاتهم العالیه

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت، دکان نمبر ﴿4﴾ دربار مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی خیر خلقہ وحبیب ربہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

﴿عرضِ مؤلف﴾

علم دین سے ناواقفیت، جہاں بے شمار فضیلتوں سے محروم کروا دیتی ہے، وہیں نامہ اعمال میں گناہوں کے انبار اور روزمرہ معاملات میں غلطیوں کی قطار کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

تین طلاقیں حاصل کر لینے کے بعد دوبارہ اسی شوہر کے نکاح میں رہنے کے لئے شریعت کی جانب سے مقرر کردہ جن احکامات کا لحاظ کیا جانا ضروری ہے، اس سے ہماری عوام کی ایک بڑی تعداد لاعلم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات شرعی تقاضے پورے کئے بغیر سابقہ شوہر کی زوجیت میں رہنے کی حماقت، شوہر و بیوی دونوں کو مسلسل گناہِ عظیم کا مرتکب بناتی رہتی ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شاملِ حال رہی اور کسی صاحبِ علم سے مسئلہ دریافت کر کے فوراً جدائی اور توبہ کی سعادت حاصل کر لی، تو آخرت کے وبال سے حفاظت رہے گی اور اگر کوئی بتانے والا ہی نہ ملا، نہ ہی سنجیدگی کے ساتھ اس کی کوشش کی، تو بظاہر آخرت کی بربادی لازم نظر آتی ہے۔

کچھ روز قبل دارالافتاء[1] میں ایک خاتون کی طرف سے ایک استفتاء (سوال نامہ) پہنچا۔ دریافت طلب مسئلے کا خلاصہ یہ تھا کہ

---

[1]: مفتی محمد اکمل مدظلہ" دارالافتاء امام اہل سنت (رحمہ اللہ) میں افتاء کی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ تحریری فتاوی حاصل کرنے والے اس پتے پر جوابی لفافے کے ساتھ رجوع کیا جاسکتا ہے۔ دارالافتاء امام اہل سنت (رحمہ اللہ) نزد محمود آباد نمبر (۱) گرین بیلٹ پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس۔سوسائٹی۔ بلاک ۶۔ کراچی۔ (ادارہ)

''مجھے میرے شوہر نے کچھ عرصہ قبل تحریری طور پر تین طلاقیں دے دی تھیں، میں اس وقت حاملہ تھی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد میرا اور شوہر کا راضی نامہ ہوگیا۔ اب میں اسی شوہر کے ساتھ رہ رہی ہوں، تو کیا میرا ان کے ساتھ رہنا درست ہے اور کیا ان کی طرف سے طلاق واقع ہوگئی تھی؟... بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔''

راقم نے استفتاء کا جواب دے دیا، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی ذہن میں مسلسل گردش کرتا رہا کہ یہ ایک ہی نہیں، بلکہ اس معاشرے میں ایسے بے شمار خاندان ہوں گے، جو اسی طرح ناواقفی کی بناء پر اپنے خودساختہ طریقوں کے مطابق ''راضی نامہ'' کرکے اپنا نامہ اعمال سیاہ کررہے ہوں گے اور یوں شیطان، سیدالانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امتِ پاکیزہ کے بے شمار افراد کو اپنے جال میں پھنسا کر جانبِ جہنم گھسیٹنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ اس فکرِ طویل کا مثبت نتیجہ اس ارادے کے ساتھ ظاہر ہوا کہ اس سلسلے میں ایک ایسی رہنما تحریر، قلمبند کی جائے کہ جس کا مطالعہ معاشرے میں پائی جانے والی اس قسم کی اغلاطِ کثیرہ کی روک تھام اور وقوع پزیر ''کارناموں'' کے تدارک کا سبب بن سکے۔ الحمدللہ عزوجل، اللہ تعالیٰ نے اس امرِ نیک کی توفیق عطا فرمائی اور عام فہم طرزِ تحریر کے ساتھ ایک رسالہ عوام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔

مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ جس نیک مقصد کی خاطر یہ رسالہ لکھا گیا، اس کی تکمیل میں آپ بھی تعاون فرمایئے اور اس رسالے کو ان لوگوں تک پہنچانے کی ضرور کوشش کیجئے کہ جو مذکورہ غلطی میں

مبتلاء ہو چکے ہیں ..یا.. جن کے بارے میں ابتلاء کا صحیح اندیشہ ہے۔ان شاء اللہ (عزوجل)، بارگاہِ الٰہی سے انعامات کثیرہ کے مستحق قرار پائیں گے۔

اس رسالے کو سوالاً جواباً تحریر کیا گیا ہے، تاکہ سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہونے پائے۔حتی الامکان حلالہ سے متعلق تمام مسائل درج کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن اس کے باوجود اگر کسی قسم کی کمی محسوس فرمائیں، تو برائے مہربانی اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر دین اسلام کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر "مکتبہ اعلیٰ حضرت، دکان نمبر ﴿4﴾ دربار مارکیٹ لاہور" کے پتے پر تحریری طور پر مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے پاکیزہ ارادوں کو بہترین عملی شکل میں تبدیل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین (ﷺ)

خادم العلم والعلماء

محمد اکمل عفی عنہ

تاریخ: 26/8/04

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆

﴾حلالہ سے متعلقہ سوالات وجوابات﴿

سوال(1):۔

اگر کوئی اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دے اور اب نادم ہو کر دوبارہ رجوع کرنا چاہے، تو شرعی لحاظ سے اس کا کیا طریقہ ہے اور اس طریقے کو شرعی لحاظ سے کیا کہا جاتا ہے؟

جواب:۔

پہلے یہ بات یاد رکھیں کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دے، تو یہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اس پیدا ہونے والی حرمت کو ''حُرمَت ِ غَلِیْظَه .. یا.. حُرمَت ِ مُغَلَّظَه'' اور اس عورت کو ''مُغَلَّظَه'' کہا جاتا ہے۔

اب سوال کا جواب یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے اس طریقے کو ''حلالہ'' کرنا کہتے ہیں۔ اس کا ترتیب وار طریقہ کار یہ ہے۔

(i) طلاق یافتہ عورت اس شوہر کی طلاق کی عدت گزارے۔[1]

(ii) پھر کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔

(iii) دوسرا شوہر اس سے ہم بستری (coition) کرے۔

(iv) پھر یہ شخص بھی اسے طلاق دے .. یا.. بالفرض دخول کے بعد اس کا انتقال ہو جائے۔

---

[1]:۔ عدت کے بارے میں مکمل تفصیل جاننے کے لئے، اسی مجموعے میں موجود مفتی محمد اکمل مدظلہ کا تصنیف کردہ رسالہ ''عدت اور سوگ کے مسائل'' ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ)

(۷) پھر یہ عورت اس دوسرے شوہر کی طلاق ..یا..موت کی عدت بھی گزارے۔

ان تمام امور کی تکمیل کے بعد اب پہلے شوہر سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔

سوال (2):۔

کیا یہ تمام امور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں؟....

جواب:۔

جی ہاں۔سورۂ بقرہ (آیت نمبر ۲۳۰) میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

''فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۔ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی، تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے، تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں، اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے۔(ترجمہ کنزالایمان۔پ۲)

اس کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے،

''تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے، اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے، نہ دوبارہ نکاح، جب تک کہ حلالہ نہ ہو یعنی بعد عدت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ صحبت کے بعد طلاق دے، پھر عدت گزرے۔''

اور بخاری (کتاب الشھادات) میں سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ

''رِفَاعَہ قُرَظِیؔ کی بیوی، رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اس کے بعد میں عبدالرحمن بن زُبیر (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کرلیا اور میں نے انہیں جماع پر قادر نہ پایا۔'' یہ سن کر رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، ''کیا تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی جانب لوٹ جائے؟... ایسا نہیں ہوسکتا، جب تک تو اس کا اور وہ تیرا تھوڑا شہد نہ چکھ لے۔''

نوٹ:۔

یہاں شہد چکھنے سے مراد جماع کی لذت ہے۔ یعنی جب تک وہ تجھ سے دخول نہیں کرلیتا، تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔

یونہی بخاری (کتاب الطلاق) میں سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہ) سے ہی روایت ہے کہ

''ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس عورت نے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا۔ لیکن اس نے بھی اسے طلاق دے دی (یعنی بغیر دخول کے)۔ پس رسول اللہ (ﷺ) سے دریافت کیا گیا کہ کیا اب وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہے؟... آپ نے ارشاد فرمایا، ''نہیں، جب تک دوسرا شوہر اس کا اسی طرح شہد نہ چکھ لے، جیسے پہلے شوہر نے چکھا تھا۔''

﴿خصوصی توجہ فرمائیں﴾

اگر آپ آیت کریمہ پر غور فرمائیں گے، تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے فقط

نکاح کا حکم ارشاد فرمایا ہے، دخول کی قید مذکور نہیں۔ جب کہ حدیثِ پاک کی رو سے دخول کا لازمی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جب اس قسم کی صورتِ حال پیش آئے کہ بظاہر قرآن و حدیث میں ٹکراؤ ہوتا نظر آرہا ہو، تو ایسی صورت میں شرعی اصول کے مطابق دیکھا جاتا ہے کہ مقابل آنے والی حدیث، حدیثِ مشہور ہے یا نہیں۔ اگر ہو، تو اس سے قرآن پاک کے حکم میں کمی بیشی جائز ہے اور اگر وہ، حدیثِ مشہور نہیں، بلکہ اس سے کم درجے کی حدیث ہے، تو اب اس کی بناء پر احکام قرآنی میں تغیر بالکل جائز نہیں۔ [1]

عند التحقیق ہماری ذکر کردہ ''رفاعہ قرظی کی عورت والی'' حدیث، حدیثِ مشہور ہی ہے، چنانچہ شرعی ضابطے کے مطابق اس سے قرآن کے حکم میں اضافہ بالکل جائز قرار دیا جائے گا اور تین طلاق یافتہ عورت کے لئے دوسرے شخص سے نکاح اور صحبت دونوں لازم قرار پائیں گی۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی (رحمہ اللہ تعالی) تحریر فرماتے ہیں،

''وبل معناه ايضا والعقد ووجب الوطء بحديث عسيلة فانه خبر مشهور يجوز به الزيادة على النص۔

یعنی بلکہ آیتِ کریمہ'' حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه ''میں لفظ تنکح سے بھی

---

[1] ۔حدیثِ مشہور کی تعریف جاننے سے پہلے یاد رکھیں کہ جس حدیث کو ہر دور میں اتنے زیادہ لوگوں نے بیان کیا ہو کہ جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلاً محال ہو، اسے حدیثِ متواتر کہتے ہیں۔ اب حدیثِ مشہور کی تعریف یہ ہے کہ حدیثِ مشہور وہ حدیث ہے کہ جسے ہر دور میں کم از کم تین (3) افراد نے روایت کیا ہو اور زیادہ سے سے زیادہ اتنے افراد نے کہ جن کی تعداد حدیثِ متواتر کو روایت کرنے والوں تک نہ پہنچے۔ (۱۲منہ)

عقدِ نکاح ہی مراد ہے اور جماع کا واجب ہونا حدیثِ عسیلہ کے سبب ہے، کیونکہ یہ حدیثِ مشہور ہے، اس کے ساتھ نص (قرآنی آیت) پر زیادتی کرنا جائز ہے۔

(عمدۃ القاری۔ جلد ۱۴۔ ۲۳۹)

سوال (3):۔

یہ تو بہت مشکل طریقہ ہے، کیا اس سے آسان طریقہ نہیں ہو سکتا؟...

جواب:۔

جی نہیں، تین طلاق یافتہ عورت کے لئے، پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کی غرض سے اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں۔ لیکن یہاں یہ بات ضرور یاد رکھئے کہ شریعت، مزاج انسانی کو بہت اچھی طرح سمجھتی ہے۔ اگر حلالہ کے لئے آسان طریقے مقرر کئے جاتے، تو یقیناً تین طلاقوں کا وقوع بے حد عام ہو جاتا، بات بات پر تین طلاقیں دی جاتیں، یوں طلاق دے کر بآسانی رجوع کر لینا کھیل بن جاتا، لیکن بیان کردہ طریقے میں موجود مشکلات کی بناء پر، ہمارے بے شمار مسلمان بھائی تین طلاقوں کا لفظ زبان پر لانے سے گھبراتے اور اجتناب کرتے ہیں اور اس طرح یہی مشکل و سخت طریقہ، لاتعداد گھروں کی تباہی و بربادی سے حفاظت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ لھذا ہمیں چاہیئے کہ کسی بھی حکم شرعی کی سختی و شدت پر ہرگز ہرگز نگاہ نہ رکھیں، بلکہ اس میں موجود حکمتِ الٰہیہ اور بڑے معاشرتی فائدے کو جاننے کی کوشش کریں۔

سوال (4):۔

اگر کسی شخص نے شادی کی اور دخول سے پہلے ہی تین طلاقیں دے دیں، تو کیا اب بھی اس سے دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ کرنا پڑے گا؟...

جواب:۔

جواب سے قبل ایک بات یاد رکھیں کہ اگر شادی کے بعد کسی عورت سے اس کا شوہر ہم بستری کر چکا ہو، تو اسے "مَدْخُوْل بِهَا"[1]..اور..اگر دخول نہ کیا ہو، تو اسے "غیر مدخول بھا"[2] کہتے ہیں۔

اب مذکورہ سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ عورت غیر مدخول بہا ہی ہو، حلالہ کروانا لازم ہے۔لیکن مدخول وغیر مدخول بہا میں فقط اتنا فرق ہے کہ مدخول بہا پہلے شوہر کی عدت گزار کر ہی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے، جب کہ غیر مدخول بہا بغیر عدت گزارے ، براہِ راست دوسرے سے نکاح کرے گی، کیونکہ اس قسم کی عورتوں پر طلاق کی عدت لازم نہیں ہوتی۔

لیکن یہ دونوں قسم کی عورتیں، دوسرے شوہر سے طلاق حاصل کرنے کے بعد، عدت گزارے بغیر پہلے شوہر سے نکاح نہیں کرسکتیں۔

سوال(5):۔

اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو ایک یا دو طلاقیں دیں اور عدت کے دوران رجوع بھی نہ کیا، حتی کہ عورت مکمل طور پر اس کے نکاح سے نکل گئی، تو کیا اب بھی ذکر کردہ طریقے کے مطابق حلالہ کروانا پڑے گا؟.....

جواب:۔

جی نہیں، حلالہ کا یہ طریقہ فقط اس صورت میں ہے کہ شوہر نے زوجہ کو تین

---

[1]۔یعنی اس کے ساتھ دخول کرلیا گیا۔ [2]۔یعنی اس کے ساتھ دخول نہیں کیا گیا

طلاقیں دے دی ہوں۔تین سے کم طلاقوں میں براہ راست سابقہ شوہر سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔

مزید تفصیل یہ ہے کہ یہاں چار صورتیں متحقق ہوسکتی ہیں۔وہ صورتیں اوران کے احکام یہ ہیں۔

(i) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں اور عورت عدت گزار رہی ہے۔

حکم:۔

حلالہ کی ضرورت نہیں، پہلا شوہر دوران عدت اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں یہ شخص فقط اتنی ہی طلاقوں کا مالک رہے گا، جو پہلے طلاق دینے کے بعد باقی بچی ہیں۔مثلاً اگر پہلے ایک دے دی تھی،تو اب دو کا مالک رہے گا۔چنانچہ اگر آئندہ دو طلاقیں مزید دے دیں،تو عورت مغلظہ ہو جائے گی،یعنی اب حلالہ کے مذکورہ طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے اس شوہر کی زوجیت میں آنا ممکن نہیں۔اور اگر پہلے دو طلاقیں دی تھیں،تو اب فقط ایک ہی کا مالک ہوگا۔چنانچہ اب کبھی بھی ایک طلاق دی،تو تین کا عدد مکمل ہو جانے کی وجہ سے عورت مغلظہ ہو جائے گی۔

(ii) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں اور عورت عدت گزار چکی ہے۔

حکم:۔

یہاں بھی وہی حکم ہے، جو پہلی صورت کے تحت بیان کیا گیا۔

(iii) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں، پھر عورت نے عدت گزار

کردوسرے شخص سے نکاح کیااوراس نے دخول سے قبل ہی طلاق دے دی۔

حکم:۔

یہاں بھی وہی حکم ہے، جو پہلی صورت کے تحت بیان کیا گیا۔

(iv) شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں، پھر عورت نے عدت گزار کردوسرے شخص سے نکاح کیااوراس نے دخول کے بعد طلاق دی۔

حکم:۔

اس صورت میں اگر سابقہ شوہر سے شادی کی، تو وہ دوبارہ تین طلاقوں کا مالک ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری۔ جلد اول۔ ص ۴۷۳۔۴۷۵)

سوال(6):۔

ہم نے سنا ہے کہ اگر شوہر و بیوی کسی ایسے مقام اور حالت میں ہوں کہ جس جگہ اور جس حالت میں صحبت کرنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، تو اسے ''خَلْوَتِ صَحِیْحَہ (یعنی صحیح تنہائی)'' کہتے ہیں اور یہ خلوتِ صحیحہ، ہم بستری کے برابر مانی جاتی ہے یعنی اگر مذکورہ تنہائی کی حالت میں وطی نہ بھی کی ہو، تب بھی اس تنہائی کی وجہ سے صحبت کا ہونا تسلیم کیا جائے گا۔ تو کیا حلالہ والے مسئلے میں بھی ایسا ہوسکتا ہے کہ ایسی عورت، دوسرے شوہر کے ساتھ صرف خلوتِ صحیحہ اختیار کر لے، صحبت وغیرہ نہ کرنے دے اور پہلے شوہر کے قابل ہو جائے؟...

جواب:۔

جی نہیں، حلالہ کے مسئلے میں خلوتِ صحیحہ، جماع کے قائم مقام نہیں ہے۔ لھذا بحکم حدیث دخول ہی ضروری ہے، اس کے بغیر پہلے شوہر کے پاس جانا جائز

نہیں۔

سوال (7):۔

اگر کوئی عورت حلالہ کروائے بغیر ہی پہلے شوہر کے پاس چلی گئی، تو شرعی لحاظ سے اس کا حکم ہے؟...

جواب:۔

ایسا کرنا حرام وگناہِ کبیرہ ہے۔

سوال (8):۔

ہم نے سنا ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔" وضاحت فرمائیں کہ جب حلالہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی وعید بیان کی گئی ہے، تو کیا حلالہ کرنا، کرانا جائز نہیں؟...

جواب:۔

اس امر میں تو کسی کو مجال انکار نہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے (یعنی دوسرا شوہر) اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے (یعنی پہلا شوہر)، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔" (ابن ماجہ۔ کتاب النکاح)

اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلال کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔" (ایضا)

لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان بھی یادرہے کہ

''فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو، اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (پ ۱۷۔ الانبیاء۔ ۷)

اس ارشادِ عالی کی روشنی میں ہر مسلمان کو چاہیئے کہ قرآن وحدیث میں براہِ راست غوروتفکر کے بجائے، اہل علم سے استفادے کی کوشش کرے، ورنہ گمراہی کا شدید اندیشہ ہے۔ جیسا کہ ذکر کردہ احادیثِ کریمہ کا ظاہر، حلالہ کے ناجائز ہونے کی خبر دے رہا ہے، حالانکہ اگر یہ فعل ناجائز ہوتا اور حلالہ کی غرض سے کیا جانے والا نکاح منعقد ہی نہ ہوتا، تو رحمتِ کونین (ﷺ) نکاح کرنے والے کو'' حلال کرنے والا'' نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ ایسا نکاح کرنے والا، اس عورت کو سابقہ شوہر کے لئے حلال تو کر رہا ہے، لیکن کوئی نہ کوئی ایسی غلطی ضرور سرزد ہورہی ہے، جس کی بناء پر لعنت کا مستحق بھی قرار پارہا ہے۔

اسی کی وضاحت کرتے ہوئے عظیم شارحِ حدیث، حضرت علامہ مولانا علی بن سلطان القاری (رحمہ اللہ تعالیٰ) اپنی مشہورو معروف شرح ''مرقاۃ شرح المشکوۃ'' میں ارشاد فرماتے ہیں،

''اس حدیث میں بیان کردہ لعنت کا مستحق وہ شخص ہوگا، جس نے حلالہ کی شرط کے ساتھ ہی نکاح کیا ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس نے نکاح کرتے وقت کہا ہو کہ ''میں اس عورت سے اس شرط پر نکاح کر رہا ہوں کہ اسے پہلے شوہر کے لئے حلال کردوں.. یا.. عورت یہی الفاظ ذکر کرے۔'' یہ صورت نکاح مکروہِ تحریمی اور

حدیث میں بیان کردہ وعید کا سبب ہے۔اور اگر ان دونوں نے حلالہ کرنے کی فقط دل میں نیت کی اور زبان سے کچھ نہ کہا،تو ایسا شخص اجر کا مستحق ہوگا، کیونکہ اس نے اصلاح کا ارادہ کیا ہے۔چنانچہ حدیث پاک میں بیان کردہ لعنت کا اس صورت میں مستحق ہوگا کہ جب جدائی کے ارادے کے ساتھ نکاح کرے۔"

بعض علماء نے فرمایا کہ اگر اصلاح کا ارادہ ہو،تو چاہے زبان سے بھی کہہ دیا جائے،لعنت کا مستحق نہ ہوگا۔اس صورت میں حدیثِ پاک میں بیان کردہ لعنت کا مستحق وہ شخص ہوگا،جس نے اجرت لے کر حلالہ کیا۔" (جلد ٦۔ص ٢٩٦)

خلاصۂ کلام یہ کہ حلالہ کرنا مطلقاً لعنت کا سبب نہیں، بلکہ فقط اسی صورت میں ہوگا کہ جب نکاح کرتے وقت ہی زبان سے کہہ دیا جائے کہ میں دوسرے شخص کے لئے اس عورت کو حلال کرنے کی شرط کے نکاح کر رہا ہوں..یا..اس پر اجرت طے کی جائے۔

چنانچہ اگر حلالہ کی شرط نہ ٹھہرائی گئی، بلکہ فقط دل میں اصلاح کا ارادہ ہے،تو ان شاءاللہ (عزوجل) ایسا شخص اجر کا مستحق ہوگا۔

سوال (9):۔

کیا دوسرے شوہر کے ساتھ یہ شرط ٹھہرائی جاسکتی ہے کہ تم نے بعدِ دخول طلاق دے دینی ہے؟

جواب:۔

ابھی ماقبل میں گزرا کہ اس قسم کی شرط کے ساتھ نکاح،لعنت کا مستحق

کرواسکتا ہے۔لیکن بہر حال اگر کسی نے اس قسم کی شرط لگائی اور شوہر ثانی نے اس کا اقرار بھی کرلیا،تب بھی نکاح کے بعد اسے طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

سوال(10):۔

کیا دوسرے شوہر کے دخول میں یہ شرط ہے کہ انزال (Ejaculation) بھی ہوجائے؟....

جواب:۔

جی نہیں،فقط دخول شرط ہے۔چنانچہ اگر شوہر ثانی نے دخول کیا،لیکن انزال سے پہلے ہی علحیدہ ہوگیا،تو حلالہ ہوگیا۔

درمختار میں ہے،''حلالہ میں انزال شرط نہیں۔اس لئے کہ شرط،فقط لذت کا حصول ہے،مکمل طور پر سیر ہونا نہیں۔''

(جلداول۔باب الرجعۃ۔ص۲۴۱)(فتاوٰی عالمگیری۔جلداول۔ص۴۷۳)

سوال(11):۔

اگر حلالہ کرنے والے شخص نے آلہ تناسل (penis) پر کوئی چیز مثلاً کنڈوم (condom) وغیرھا استعمال کر کے صحبت کی،تو کیا حلالہ ہوجائے گا؟...

جواب:۔

چونکہ حدیثِ پاک کی رو سے معلوم ہوگیا کہ حلالہ کے لئے شرط،شوہر ثانی اورتین طلاق یافتہ عورت کا آپس میں دخول کے ساتھ لطف انداز ہونا ہے۔اور یہ لذت ایک دوسرے کے اعضاء کی حرارت کے حصول سے ہی ممکن ہے۔چنانچہ فقہاء کرام نے شرط تحریر فرمائی کہ اگر شوہر ثانی اس قسم کی کوئی چیز استعمال کرے،تو

دیکھا جائے گا کہ وہ چیز عضو کی حرارت کو روک تو نہیں رہی۔ اگر ایسا ہے،تو حلالہ نہ ہوگا اور اگر اس قسم کی چیزوں کے استعمال کے باوجود حرارت کا پہنچنا موقوف نہیں ہو رہا ،تو اب حلالہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

درمختار میں ہے،''دخول میں شرط ہے کہ کسی ایسی حائل ہونے والی شے کے ساتھ نہ ہو کہ جو حرارت عضو کو روک رہی ہو۔''

(جلد اول۔باب الرجعۃ۔ص ۲۴۰)(عالمگیری۔جلد ا۔ص ۴۷۴)

سوال(12):۔

دوسرے شوہر سے نکاح ہوا،لیکن قبل دخول ہی دوسرا شوہر مر گیا،تو کیا اب عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے؟...

جواب:۔

جی نہیں۔شوہر کی موت ،عورت کو سابقہ شوہر کے لئے حلال نہیں کرسکتی،دخول ضروری ہے۔لھذا ایسی صورت میں یہ کسی تیسرے شخص سے نکاح کرے اور لازم کاروائی عمل میں لائے۔

درمختار میں ہے،''محل بکارت میں جماع کرنا عورت کو سابقہ شوہر کے لئے حلال کردے گا،لیکن اگر شوہر بغیر دخول کے مر گیا،تو نہیں۔''

(جلد اول۔باب الرجعۃ۔ص ۲۴۰)

سوال(13):۔

اگر حلالہ کے لئے دوسرے شوہر سے نکاح کیا،عورت اس وقت حالت

حیض (menses) میں تھی، لیکن اس نے دوسرے شوہر کو نہ بتایا اور اس نے اسی حالت میں دخول کے بعد طلاق دے دی، تو کیا حالتِ حیض میں کی گئی حرام ہم بستری کی وجہ سے حلالہ ہو جائے گا؟...

جواب:۔

حالتِ حیض میں جانتے بوجھتے جماع کرنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، ''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ ۔اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم، تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے، تو عورتوں سے الگ رہو، حیض کے دنوں (میں) اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں۔'' (پ۲۔بقرہ۔۲۲۲)

لیکن بہر حال حلالہ ہو جائے گا کہ اس کے لئے عورت کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ہاں اتنا ضرور ہے کہ چونکہ عورت نے جان بوجھ کر اس حالت میں جماع کروایا، لھذا فوری طور پر توبہ کرے۔

درمختار میں ہے، ''حلالہ ہو جائے گا، چاہے عورت حالتِ حیض و نفاس یا حالتِ احرام میں ہو۔اگر چہ ان حالتوں میں وطی کرنا سخت حرام ہے۔

(جلد۱۔باب الرجعۃ۔ص۲۴۱)

سوال (14):۔

اگر یہ خوف ہو کہ دوسرا شوہر شادی کے بعد طلاق نہ دے گا، تو کیا کیا جائے؟

جواب:۔

اس صورت میں دوسرے شوہر سے بآسانی طلاق حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بوقتِ نکاح اس شخص سے ان الفاظ کے ساتھ قبول کروایا جائے۔

''میں فلانہ بنتِ فلاں (یہاں ہونے والی بیوی کا نام لے) کو اختیار دیتا ہوں کہ جب چاہے اپنے آپ کو تین طلاقیں دے لے۔''

اب عورت کو شرعی لحاظ سے اختیار حاصل ہو جائے گا کہ زندگی بھر میں جب چاہے، خود کو تین طلاقیں دے لے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قبول کے ساتھ ہی یوں کہلوالیا جائے کہ

''میں جب اس عورت کے ساتھ دخول کروں، اسے تین طلاق۔''

اب جونہی دخول ہوگا، اس عورت کو تین طلاقیں پڑ جائیں گی، چاہے بعد میں شوہر طلاق دینا چاہے یا نہ چاہے۔ (ملخص از درمختار۔ جلد اول۔ باب الرجعۃ۔ ص ۲۴۱)

واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆

عدّت و سوگ کے اہم و ضروری مسائل کے احکام
کے بارے میں
سوالاً جواباً تحریر کردہ عام فہم اور لاجواب تحقیقی رسالہ

عدّت و سوگ کے مسائل

حضرت علامہ
محمد اکمل عطاء

مکتبہ اعلیٰ حضرت
لاہور پاکستان

786
92

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	ـــــــ	عدت کے مسائل
مؤلف	ـــــــ	علامہ محمد اکمل عطا
صفحات	ـــــــ	48
ہدیہ	ـــــــ	روپے
اشاعت اول	ـــــــ	اکتوبر 2002ء

﴿توجہ فرمائیں﴾

آپ سے مدنی گذارش ہے کہ خط وکتابت کے لئے آئندہ درجِ ذیل پتے کو استعمال کریں نیز ہماری کتب بھی (پرچون وہول سیل) یہاں سے طلب فرمائیں۔

مکتبہ اعلیٰ حضرت دکان نمبر 4 داتا دربار مارکیٹ سستا ہوٹل لاہور

Ph: 7247301

E-Mail Adress : maktabaalahazrat@hotmail.com

فہرست

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عرضِ ناشر

الحمدللہ عزوجل! ''مکتبۂ اعلیٰ حضرت'' پہلے بھی مختلف فقہی موضوعات پر درج ذیل معیاری کتابیں عوام الناس کی خدمت میں پیش کرچکا ہے۔

☆رہنمائے کامل (۱۲حصے) ☆نفل کی جماعت کرنا کیسا؟
☆والدین سے محبت کا تقاضا ☆روزوں کے مسائل
☆تراویح کے مسائل ☆اعتکاف کے مسائل
☆عیدقربان ☆نجاستوں کی پہچان
☆شرعی معذور کے احکام ☆اسلحے کے سائے میں نماز

اس تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ایک اور منفرد کتاب ''**عدت وسوگ کے مسائل**'' منظرعام پر لانے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی کے قلم سے تحریر شدہ اس رسالے میں ان مسائل کو اجمالی طور پر بیان کرنے کے بعد نقشے کے ذریعے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ پھر تفصیل کے ساتھ ان مسائل کو سوالاً جواباً ترتیب دیا گیا ہے نیز کتاب کے شروع میں ان مسائل میں استعمال ہونے والے ضروری اصطلاحات کی تعریفات بھی درج کردی گئی ہیں۔

ان خصوصیات کے سبب معمولی پڑھے لکھے انسان کے لئے بھی ان مسائل کا سمجھنا بے حد آسان ہوگیا۔ بلا مبالغہ عدت وسوگ کے مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے یہ ایک بے نظیر رسالہ ہے۔ان شاءاللہ عزوجل اس دعویٰ کی صداقت بعدِ مطالعہ ہر قاری پر واضح ہوجائے گی۔

امید ہے کہ آپ حسب سابق اس کتاب کو بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے۔اس کتاب کا نہ صرف خود مطالعہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے کر علم دین کی اشاعت کے ثواب میں حصہ دار بنیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں فقہی مسائل سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)

محمد اجمل عطاری

۵ شعبان ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
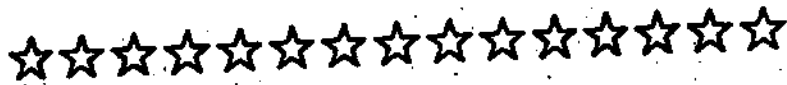
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿چند ضروری اصطلاحات﴾

عدت کے مسائل کے بیان سے قبل چند ضروری اصطلاحات اوران کی تعریفات کا ذہن میں حاضر رہنا ضروری ہے۔

صغیرہ:۔

نو سال سے کم عمر کی لڑکی۔

مُراہقہ:۔

وہ لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب قریب ہو۔

نابالِغہ:۔

۹ سال سے کم عمر لڑکی۔

بالغہ:۔

وہ لڑکی، جسے ۹ سال سے پندرہ سال کے درمیان حیض آ گیا..یا..احتلام ہوا..یا..حمل ٹھہر گیا ہو۔اور اگر اس مدت میں یہ امور ظاہر نہ ہوئے ،تو کم از کم ۱۵ سال کی ہو چکی ہو۔

حائضہ:۔

وہ عورت جسے حیض (ماہوار خون) آتا ہو۔یہ خون کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہونا چاہیئے ۔جو تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو،حیض نہیں بلکہ استحاضہ یعنی بیماری خون کہلاتا ہے۔

غیر حائضہ:۔

وہ عورت جسے حیض (ماہوار خون) نہ آتا ہو۔چاہے نابالغی کی وجہ سے ..یا..
عمر زیادہ ہو جانے کی بناء پر۔

آئسہ:۔

وہ عورت جو حیض آنے سے مایوس ہو چکی ہو۔اس کی مدت میں اختلاف
ہے،لیکن اکثر مشائخ کے نزدیک یہ 55 سال کی عمر میں ہوتا ہے۔

خَلْوَتِ صَحِیْحَہ:۔

یعنی شوہر و بیوی کا کسی ایسے مکان میں ہونا کہ جہاں ان کی قربت کے
درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ایسی خلوت (تنہائی) قربت کے حکم میں ہی ہوتی ہے۔

نوٹ:۔

قربت میں رکاوٹ کی تین اقسام ہیں۔

(۱)حسی۔(۲)طبعی۔(۳)شرعی۔

(۱)حِسّی:۔

مثلاً شوہر یا بیوی کا بیمار ہونا۔لیکن یہاں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے
کہ شوہر بیمار ہو تو مطلقاً خلوتِ صحیحہ نہ ہوگی اور اگر بیوی بیمار ہو تو بیماری اس حد کی ہونی
چاہیئے کہ جس کے باعث قربت کرنے پر ضرر کا اندیشہ صحیح ہو۔اگر زوجہ کی بیماری اس حد
کی نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔

(۲)طبعی:۔

مثلاً کوئی تیسرا وہاں موجود ہے۔چاہے سو رہا ہو یا نابینا ہو یا اس شخص کی

دوسری زوجہ ہو۔ہاں اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی کے سامنے بیان نہ کر سکے گا تو اس کے ہوتے ہوئے خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔

(۳)شرعی:۔

مثلاً عورت، حالتِ حیض ونفاس میں ہے..یا..دونوں حالتِ احرام میں ہیں۔

خلوتِ فاسدہ:۔

اگر دونوں تنہائی میں جمع ہوئے، لیکن کوئی رکاوٹ، حسی،طبعی یا شرعی پائی گئی تو خلوتِ فاسدہ ہے۔

نِکاح صحیح:۔

جو نکاح شرعی تقاضوں کے مطابق ہوا ہو۔

نوٹ:۔

اس نکاح کے بعد خلوت مطلقاً،قربت کا حکم رکھتی ہے۔یعنی چاہے صحیحہ ہو یا فاسدہ،عورت مدخولہ کہلائے گی۔

نکاح فاسد:۔

وہ نکاح،جس میں نکاح کی شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو۔مثلاً دو گواہوں کی غیر موجودگی میں نکاح کرنا۔

نوٹ:۔

اس نکاح کے بعد عورت مدخولہ فقط اس وقت کہلائے گی کہ جب شوہر واس کے درمیان قربت ہوئی ہو۔اگر فقط خلوتِ صحیحہ ہوئی،قربت نہ ہوئی تو یہ عورت غیر

مدخولہ ہی ہے۔گویا کہ نکاح فاسد میں خلوتِ صحیحہ،قربت کے قائم مقام نہیں ہوتی۔

نکاح باطل:۔

وہ نکاح جو کسی ایسی صورت پر مشتمل ہو،جس کی شرع میں ممانعت ہو۔مثلاً دورانِ عدت کسی غیر کی عورت سے نکاح کرنا۔

نوٹ:۔

اس نکاح کے بعد نہ طلاق ہوتی ہے،نہ عدت۔چاہے قربت وخلوتِ صحیحہ ہوئی ہو یا نہیں۔

مَدخُولَہ:۔

وہ عورت جس سے اس کا شوہر ''نکاح صحیح یا فاسد'' کے بعد قربت کر چکا ہو..یا..نکاح صحیح کے بعد شوہر اور اس کے درمیان خلوتِ صحیحہ..یا..فاسدہ ہو چکی ہو۔

غیر مدخولہ:۔

وہ عورت جس سے اس کے شوہر نے قربت نہ کی ہو..یا..ان کے درمیان خلوتِ صحیحہ نہ ہوئی ہو۔

حاملہ:۔

وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔

غیر حاملہ:۔

وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ نہ ہو۔

وَضعِ حمل:۔

بچہ جننا۔

مُطَلَّقَہ:۔

طلاق یافتہ عورت (یعنی جسے اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہو)۔

بیوہ:۔

وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿عدت کے مسائل﴾

سوال:۔

عدت کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔

هِیَ اِنْتِظَارُ مُدَّةٍ مَعْلُوْمَةٍ یَلْزَمُ الْمَرْاَةَ بَعْدَ زَوَالِ النِّکَاحِ حَقِیْقَةً اَوْ شِبْهَةً نِ الْمُتَاَکَّدِ بِالدُّخُوْلِ اَوِ الْمَوْتِ ۔عدت،ایک معلوم مدت تک اس انتظار کو کہتے ہیں، جو عورت کو ایسے نکاح صحیح یا نکاح فاسد کے بعد لازم ہوجاتا ہے ،جو قربت۔۔یا۔شوہر کی موت سے پختہ ہو چکا ہو۔(فتاویٰ عالمگیری۔جلد 1۔صفحہ 526)

آسان اور دیگر الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ طلاق۔یا۔شوہر کی وفات کے بعد شریعت کی جانب سے مقرر کردہ ایک مخصوص مدت تک دوسرے نکاح سے رکے رہنے کا نام،عدت ہے۔

سوال:۔

عدت کی مدت کتنی ہوتی ہے؟

جواب:۔

اس کی مدت کا شمار تین طرح ہوتا ہے۔

(۱)وضع حمل سے۔(۲)حیض سے۔(۳)مہینوں سے۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جس عورت کے لئے عدت کی مدت دریافت کرنی ہو،سب سے پہلے دیکھیں کہ

☆وہ مطلقہ ہے یا بیوہ۔

☆اگر مطلقہ ہے تو پھر دیکھیں کہ مدخولہ ہے یا غیر مدخولہ۔

اگر غیر مدخولہ ہے تو اس کی عدت نہیں ہوتی۔

☆ اگر مدخولہ ہے تو پھر دیکھیں کہ حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔

اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت، وضع حمل ہے۔

☆ اگر غیر حاملہ ہے، تو پھر دیکھیں کہ حائضہ ہے یا غیر حائضہ۔

اگر حائضہ ہے تو اس کی مدت عدت، تین حیض ہے۔

☆ اگر غیر حائضہ ہے، تو دیکھیں کہ صغیرہ و آئسہ ہے.. یا.. مراہقہ۔

اگر صغیرہ و آئسہ ہیں، تو عدت تین ماہ ہے۔

اور اگر مراہقہ ہے تو اس کی عدت کا حال اس بات پر موقوف رہے گا کہ اسے حمل ٹھہرا ہے یا نہیں۔ اس کا امتحان کرنے کے لئے اسے چار ماہ دس دن انتظار کروایا جائے گا۔ اگر اس مدت میں حمل ظاہر ہو جائے تو عدت وہی وضع حمل ہو گی۔ اور اگر کچھ ظاہر نہ ہو تو انہی چار ماہ دس دن کے پہلے تین ماہ، کو عدت میں شمار کیا جائے گا، لھذا اب وہ عدت سے فارغ مانی جائے گی۔
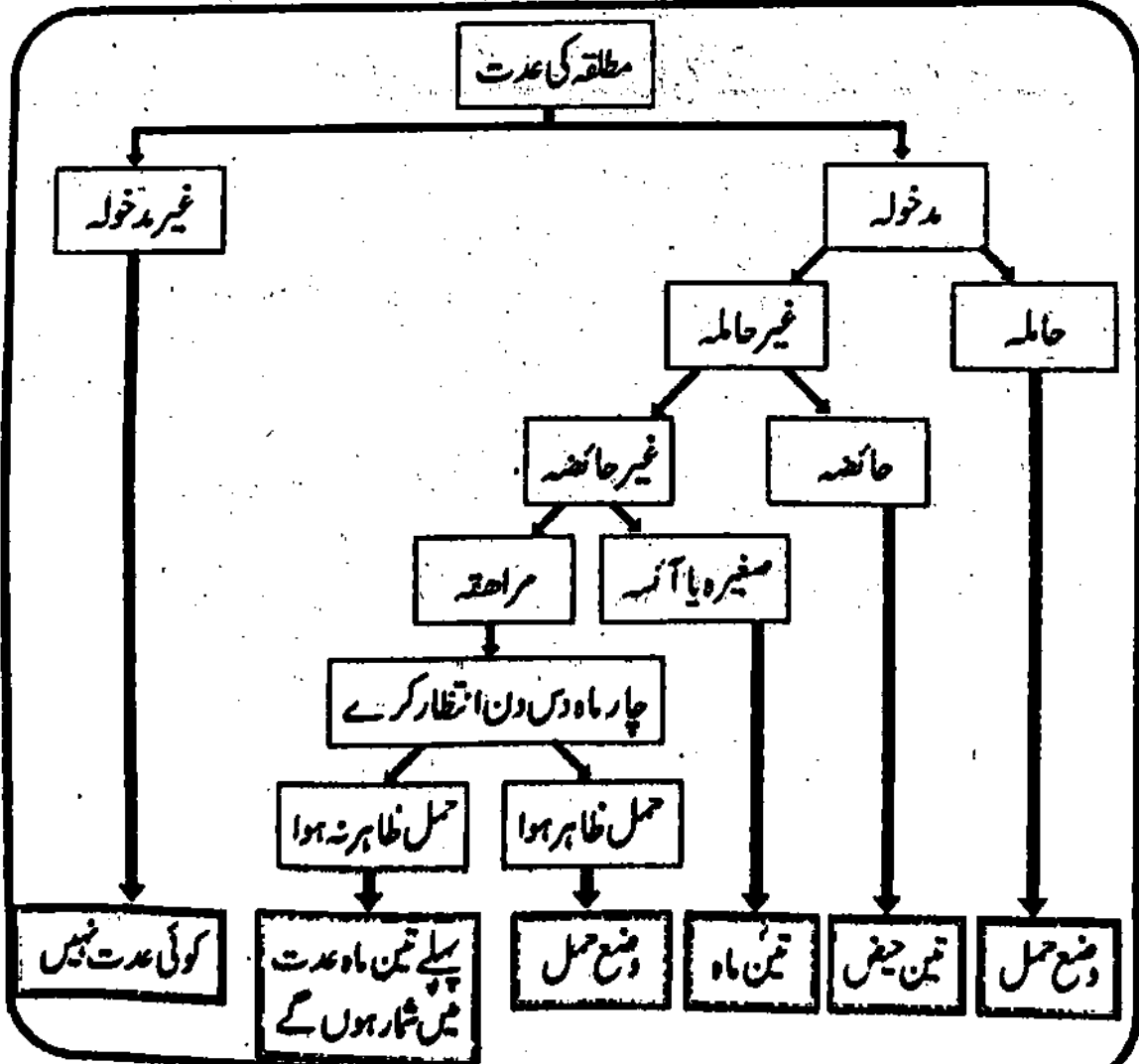
اور....

☆اگر مطلقہ نہ ہو، بلکہ بیوہ ہو،تو اب دیکھیں حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔

اگر حاملہ ہے،تو عدت، وضع حمل ہے۔

اور....☆اگر غیر حاملہ ہے،

تو چاہے مدخولہ ہو..یا..غیر مدخولہ،حائضہ ہو..یا..غیر حائضہ،صغیرہ ہو ..یا..مراہقہ ،سب کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔
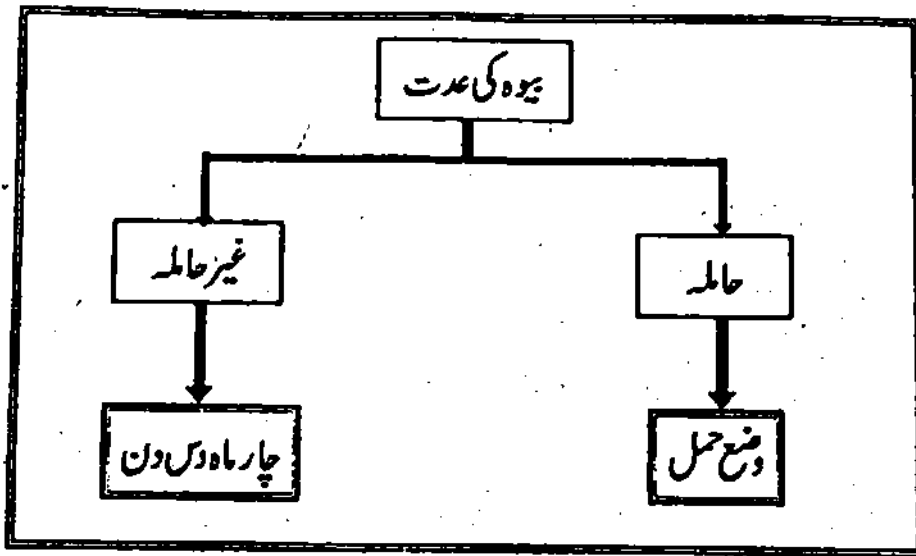
مزید وضاحت:۔

(i) عورت، مطلقہ اور غیر مدخولہ ہے۔

حکم عدت:۔

عدت نہیں ہے۔

(ii) عورت، مطلقہ، مدخولہ اور حاملہ ہے۔

حکم عدت:۔

اس کی عدت وضع حمل ہے۔

(iii) عورت، مطلقہ، مدخولہ، غیر حاملہ اور حائضہ ہے۔

حکم عدت:۔

اس کی عدت تین حیض ہے۔

(iv) عورت، مطلقہ، مدخولہ، غیر حاملہ اور صغیرہ یا آئسہ ہے۔

حکم عدت:۔

اس کی عدت تین مہینے ہے۔

(v) عورت، مطلقہ، مدخولہ، غیر حاملہ اور مراہقہ ہے۔

حکم عدت:۔

اس کے لئے پہلے چار ماہ دس دن انتظار ہے۔اگر اس دوران حمل ظاہر ہو تو عدت وضع حمل ہے، ورنہ اسی کے پہلے تین مہینے عدت میں شمار ہوں گے۔

(vi) عورت، بیوہ اور حاملہ ہے۔

حکم عدت:۔

اس کی عدت وضع حمل ہے۔

(vii) عورت، بیوہ، غیر حاملہ، مدخولہ یا غیر مدخولہ ...اور... حائضہ یا غیر حائضہ ...اور... صغیرہ وآئسہ یا مراہقہ ہے۔

حکم عدت:۔

ان سب کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

نقشے کے ذریعے مزید وضاحت

جس عورت کی مدت عدت دریافت کرنی ہے

وہ مطلقہ ہے

- مدخولہ
  - حاملہ ← وضع حمل
  - غیر حاملہ
    - حائضہ ← تین حیض
    - غیر حائضہ
      - صغیرہ یا آئسہ ← تین ماہ
      - مراھقہ ← چار ماہ دس دن انتظار کرے
        - حمل ظاہر ہوا ← وضع حمل
        - حمل ظاہر نہ ہوا ← پہلے تین ماہ عدت میں شمار ہوں گے
- غیر مدخولہ ← کوئی عدت نہیں

وہ بیوہ ہے
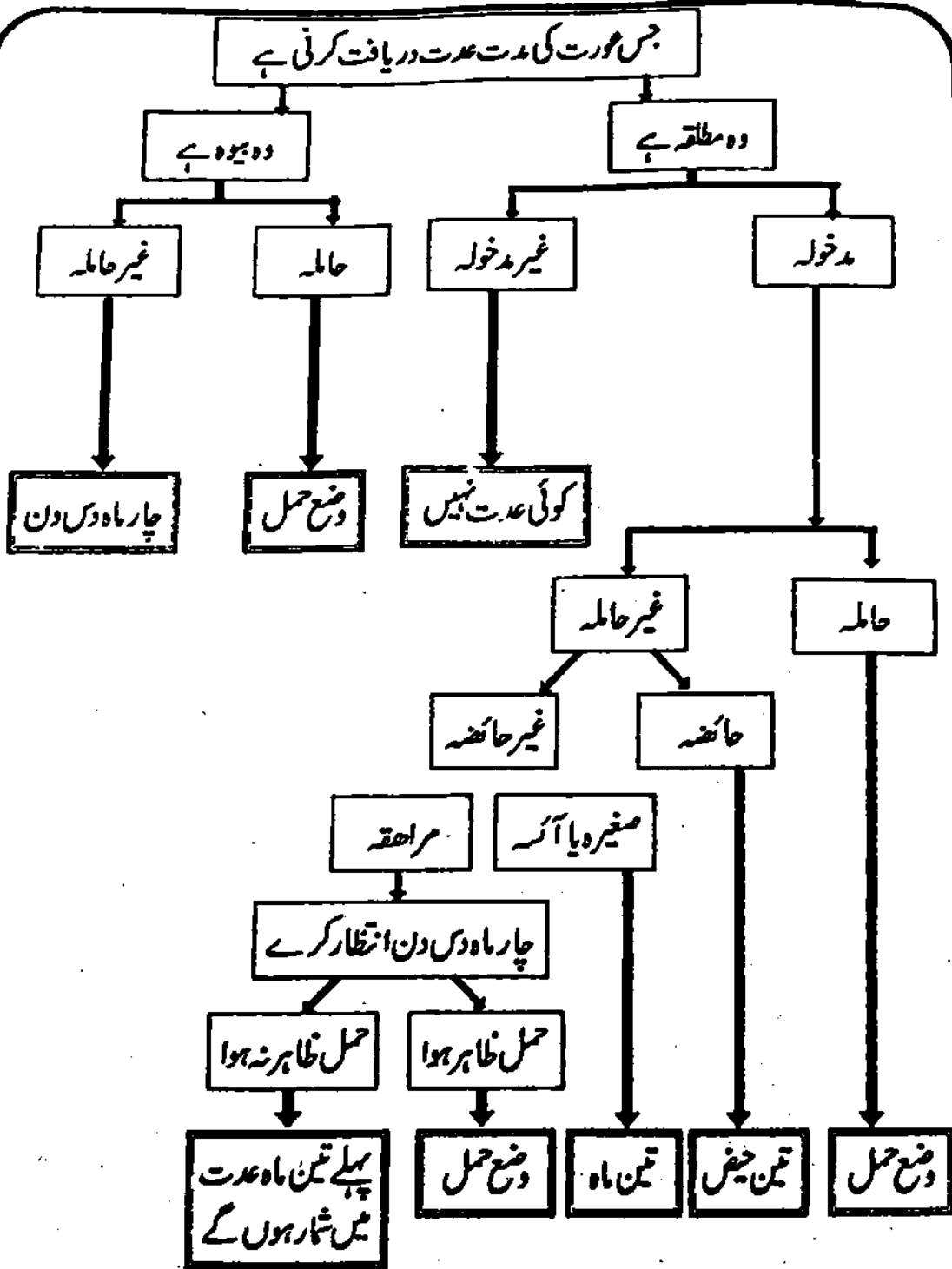
- حاملہ ← وضع حمل
- غیر حاملہ ← چار ماہ دس دن

مذکورہ عورتوں کی مدتِ عدت پر قرآن وحدیث سے دلائل، مختلف سوالات اوران کے قرآن وحدیث وفقہ حنفی کی روشنی میں مدلل جوابات

﴿حاملہ عورتوں سے متعلقہ سوالات﴾

سوال:۔

آپ نے کہا، ''حاملہ، چاہے مطلقہ ہو یا بیوہ ان کی عدت، وضع حمل ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان، ''اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ حمل والیوں کی معیاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ (الطلاق۔۴)

☆ یزید بن حبیب کو ابن شہاب نے لکھا کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے انہیں اپنے والد (رضی اللہ عنہم) کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے عبداللہ بن ارقم کے لئے لکھا تھا ''اَنْ يَّسْاَلَ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ كَيْفَ اَفْتَاهَا النَّبِيُّ (ﷺ) ۔آپ سبیعہ اسلمیہ (رضی اللہ عنہا) سے معلوم کریں کہ نبی اکرم (ﷺ) نے انہیں کیا فتویٰ دیا تھا؟'' اس نے جواب دیا، ''اَفْتَانِىْ اِذَا وَضَعْتُ اَنْ اَنْكِحَ ۔ مجھے حضور اکرم (ﷺ) نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ بچہ جننے کے بعد نکاح کرلوں ۔'' (بخاری۔ کتاب الطلاق)

☆ حضرت مسور بن مخرمہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا۔ پس وہ نبی اکرم (ﷺ) کی بارگاہ میں نکاح کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ

نے انہیں اجازت عطا فرمادی اور انہوں نے نکاح کرلیا۔ (بخاری۔کتاب الطلاق)

سوال:۔

اگر دورانِ عدت، حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے، تو اب عدت کا کیا حکم ہوگا؟

جواب:۔

ماں کے رحم میں بچے کے اعضاء، عموماً چوتھے مہینے میں بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اگر حمل چوتھے مہینے میں ساقط ہوا، تو عدت پوری ہوگئی، ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے ایسی حاملہ بیوہ کے بارے میں سوال ہوا جس کا حمل، چوتھے یا پانچویں ماہ میں گر گیا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا، ''سائل نے ظاہر کیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں بن گئے تھے، تو اس کے گر جانے سے عدت تمام ہوگئی، اب عدت کی حاجت نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 جدید۔صفحہ 304)

﴿غیر حاملہ عورتوں سے متعلقہ سوالات﴾

جب یہ مطلقہ اور غیر مدخولہ ہوں:۔

سوال:۔

آپ نے کہا کہ ان کی عدت ہی نہیں ہوتی، کیوں؟

جواب:۔

اس لئے کہ عدتِ طلاق سے مقصود یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ اس عورت کو سابقہ شوہر سے حمل ہے یا نہیں۔ اب جب کہ یہ غیر مدخولہ ہے تو حمل کا نہ ہونا بالکل واضح ہے، لھذا عدت بھی نہ ہوگی۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) نے غیر مدخولہ کے بارے میں ارشاد فرمایا؛ ''عدتِ طلاق ،تعرف برأتِ رحم کے لئے ہے ،قبل خلوت ، برأت خود معلوم ، پھر عدت کیوں؟'' (فتاویٰ رضویہ۔جلد13 جدید۔صفحہ 298)

سوال :۔

کیا یہ فوراً نکاح کرسکتی ہے؟

جواب:۔

جی ہاں۔

جب یہ مطلقہ اور مدخولہ ہوں :۔

﴿ حائضہ ﴾

سوال :۔

آپ نے کہا کہ ان کی عدت، تین حیض ہے، دلیل کیا ہے؟

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان، وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ۔اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔(البقرۃ۔۲۲۸)

سوال :۔

اگر دوران عدت حیض بند ہو گیا، تو کیا حکم ہوگا؟

جواب:۔

جب تک تین حیض مکمل نہیں ہو جاتے ،ان کی عدت تمام نہ ہوگی۔چاہے اس

میں کئی برس ہی کیوں نہ گزر جائیں۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں، "تین حیض، خواہ دو مہینے میں ہوں .. یا.. مثلاً دو برس میں۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 جدید۔ صفحہ 299)

سوال:۔

اگر حیض میں طلاق دی تھی تو؟

جواب:۔

حالتِ حیض میں طلاق دی، تو یہ حیض مدت میں شمار نہ کیا جائے گا، بلکہ اس کے بعد تین حیض پورے ہونے پر عدت مکمل ہوگی۔ (بہار شریعت وعامہ کتب)

﴿صغیرہ وآئسہ﴾

سوال:۔

آپ نے کہا کہ ان کی عدت، تین مہینے ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔

اللہ عزوجل کا یہ فرمان عالیشان،

"وَاللّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ وَّاللّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ۔اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا۔ (الطلاق۔۴)

﴿ مراہقہ ﴾

سوال :۔

آپ نے کہا، '' مراہقہ کی عدت کا حال اس بات پر موقوف رہے گا کہ اسے حمل ٹھہرا ہے یا نہیں۔ اس کا امتحان کرنے کے لئے اسے چار ماہ دس دن انتظار کروایا جائے گا۔ اگر اس مدت میں حمل ظاہر ہو جائے تو عدت وضع حمل ہو گی۔ اور اگر کچھ ظاہر نہ ہو تو انہی چار ماہ دس دن میں سے پہلے تین ماہ، کو عدت میں شمار کیا جائے گا، لھذا اب وہ عدت سے فارغ مانی جائے گی۔ ''....اس پر کیا دلیل ہے؟

جواب:۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اس کے بارے میں فرماتے ہیں، '' اگر شوہر اس (مراہقہ کے پاس) جا چکا تھا (یعنی یہ مدخولہ تھی) تو چار مہینے دس دن انتظار کرائیں، اگر اس مدت میں عورت کو حمل ظاہر ہو، تو وضع حمل تک عدت بیٹھے اور اگر حمل ظاہر نہ ہو تو عدت تین ہی مہینے گزشتہ پر گزر چکی، آگے انتظار نہ کرایا جائے۔ '' (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 جدید۔ صفحہ 291)

جب یہ بیوہ اور غیر مدخولہ ہوں:۔

سوال :۔

آپ نے کہا کہ ان کی عدت، چار ماہ دس دن ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان، '' وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ اور تم میں سے جو مریں اور بی بیاں

چھوڑیں، وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ (البقرۃ۔۲۳۴)

سوال:۔

آپ نے اوپر غیر مدخولہ کے بارے میں بیان کیا کہ

''عدت سے مقصود یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ اس عورت کو سابقہ شوہر سے حمل ہے یا نہیں۔اب جب کہ غیر مدخولہ کے حمل کا نہ ہونا بالکل واضح ہے،لھذا عدت بھی نہ ہوگی۔''....

لیکن یہاں غیر مدخولہ کے لئے عدت بیان فرمارہے ہیں،اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔

وہ معاملہ طلاق کی عدت کے بارے میں تھا۔یہاں چونکہ سابقہ مقصد کے ساتھ ساتھ شوہر کا سوگ منانا بھی شریعت کو مطلوب ہے،لھذا چاہے یہ غیر مدخولہ ہو، سوگ منانے کے لئے چار ماہ دس دن ٹھہرنا ضروری ہوا۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) نے غیر مدخولہ کے بارے میں ارشاد فرمایا،''عدتِ طلاق،تعرف براٗتِ رحم کے لئے ہے،قبل خلوت،براٗت خود معلوم،پھر عدت کیوں؟....اور عدتِ وفات میں صرف یہی مقصود نہیں،بلکہ موتِ شوہر کا سوگ بھی اور اس میں خلوت ہونے،نہ ہونے کو کچھ دخل نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 جدید۔صفحہ 298)

☆''سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ان سے کسی شخص نے مسئلہ پوچھا،''رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يُفْرِضْ لَهَا صِدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ ؟ ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور نکاح کرتے وقت

مہر مقرر نہ کیا تھا اور اس مرد نے اس عورت سے جماع بھی نہ کیا تھا کہ فوت ہو گیا۔"
آپ نے فرمایا، "لَهَا مِثْلُ صِدَاقِ نِسَآئِهَا لَا وَكَسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ ۔اس عورت کو اپنے خاندان کی عورتوں کی طرح مہر مثل دینا چاہئے، اس عورت کو عدت بیٹھنا چاہئیے اور اسے مرد کے مال سے حصہ دینا چاہیے۔"

حضرت معقل بن سنان اشجعی (رضی اللہ عنہ) نے یہ سن کر کہا "قَضٰی فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِيْ بِرْوَعِ بِنْتِ وَاشِقٍ نِ امْرَاَةٍ مِنَّا مِثْلَ مَاقَضَيْتَ ۔سرور کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری قوم کی ایک بروع نامی عورت، جس کے والد کا نام واشق تھا، کے بارے میں ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا جیسا آپ نے کیا۔" حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔"

(نسائی۔عدة المتوفی عنھا زوجھا قبل ان یدخل بھا)

جب یہ بیوہ اور مدخولہ ہوں:۔

﴿حائضہ﴾

سوال:۔

آپ نے کہا کہ ان کی عدت، چار ماہ دس دن ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان عالیشان، "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔اور تم میں سے جو مریں اور بی بیاں چھوڑیں، وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔(البقرة۔۲۳۴)

﴿صغیرہ وآئسہ﴾

سوال :۔

آپ نے کہا کہ ان کی عدت، چار ماہ دس دن ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان عالیشان، ''وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْہُرٍ وَّعَشْرًا۔ اور تم میں سے جو مریں اور بی بیاں چھوڑیں، وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ (البقرۃ۔۲۳۴)

﴿مراہقہ﴾

سوال :۔

آپ نے کہا کہ ان کی عدت، چار ماہ دس دن ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان عالیشان، ''وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْہُرٍ وَّعَشْرًا۔ اور تم میں سے جو مریں اور بی بیاں چھوڑیں، وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔

(البقرۃ۔۲۳۴)

سوال :۔

بیوہ غیر حاملہ کی عدت، انگریزی مہینوں کے حساب سے ہے. یا.. چاند کے حساب سے؟

جواب:۔

چاند کے حساب سے۔لیکن اس میں سب سے پہلے دیکھا جائے گا کہ شوہر اسلامی مہینے کی کس تاریخ کو فوت ہوا ہے۔اگر پہلی شب یا پہلی تاریخ کو دن میں عصر سے پہلے پہلے..یا..عصر تک انتقال ہوا،تو چار مہینے دس دن چاند کے حساب سے دیکھیں اور پانچویں مہینے کے دس مزید شمار کریں،تب عدت چار ماہ دس دن ہو کر پوری ہو جائے گی۔

اور اگر اس کا انتقال پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ میں ہوا،چاہے دوسری میں ہی،تو اب کامل ایک سوتیس (130) دن عدت ہوگی۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فرماتے ہیں،''غیر حاملہ بیوہ کی عدت،اگر خاوند کسی مہینے کی پہلی شب یا پہلی تاریخ میں مرا،اگرچہ عصر کے وقت،چار مہینے دس دن ہیں یعنی چار ہلال اور ہو کر پانچویں ہلال پر وقتِ وفاتِ شوہر کے اعتبار سے دس دن کامل اور گزر جائیں اور پہلی تاریخ کے علاوہ اور کسی تاریخ میں مرا،تو ایک سوتیس دن کامل لئے جائیں۔'' (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 جدید۔صفحہ 294)

مطلقہ اور بیوہ عورتوں سے متعلقہ اجتماعی سوالات

سوال:۔

آپ نے غیر حاملہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن،کے ثبوت میں آیت کریمہ ''وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔اور تم میں سے جو مریں اور بی بیاں چھوڑیں،وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو

روکے رہیں ۔(البقرۃ۔۲۳۴)'' پیش کی۔اگر غور کیا جائے تو یہ آیت حاملہ اور غیر حاملہ دونوں کو شامل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں کسی ایک کو خاص نہیں فرمایا ہے، تو پھر ہم حاملہ عورتوں کا حکم علیحدہ آیت سے کیوں ثابت کرتے ہیں؟....ان کے لئے بھی عدت یہی چار ماہ دس دن ہونی چاہیئے؟....

جواب:۔ اس کا جواب درج ذیل حدیث میں موجود ہے،

''سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، ''مَنْ شَاءَ لَاعَنْتُهُ مَاأُنْزِلَتْ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ إِلَّا بَعْدَ آيَةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّتْ ۔جس کا جی چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں (کہ) یہ آیت ''أُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (اور حمل والیاں، ان کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جنے۔)'' اس آیت کے بعد نازل ہوئی، جس میں خاوند کی موت کی عدت کا بیان ہے۔تو حاملہ عورت جب بچہ جنے تو نکاح کر سکتی ہے اور چار ماہ دس دن کی عدت کا حکم حاملہ عورتوں کے حق میں منسوخ ہے۔'' (نسائی۔باب عدۃ الحامل التوفی عنہا زوجہا)

معلوم ہوا کہ پہلے دونوں کے لئے ایک ہی حکم تھا، پھر چونکہ حاملہ عورتوں کے لئے علیحدہ حکم آگیا، تو پہلا حکم صرف غیر حاملہ عورتوں کے حق میں باقی رہا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال:۔

کیا بہت چھوٹی لڑکی بھی عدۃ گزارے گی؟

جواب:۔

امام اہلِ سنت سیدی اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اسی قسم کی چھوٹی لڑکی بارے میں دریافت کیئے ہوئے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں، "اگر زینب اور اس کے خاوند میں خلوت صحیحہ یا فاسدہ ہو چکی ہو، پھر اس کے بعد اگر طلاق دی ہو، اگرچہ زینب کی عمر سات یا آٹھ سال کی ہو، تو عدت واجب ہے۔" (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 صفحہ 309)

اور صدرالشریعہ مولانا امجد علی (قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ "زوجہ یا شوہر کا صغیرہ یا صغیر ہونا مانعِ عدتِ موت نہیں ہے اور موت میں دخول یا خلوت ہونا بھی وجوبِ عدت کے لئے شرط نہیں کہ اس عدت کا سبب موت ہے۔" (فتاویٰ امجدیہ۔ جلد ثانی صفحہ ۲۸۵)

سوال:۔

اگر کوئی عورت عدت نہ گزارنا چاہے.. یا.. مدت کو تھوڑا کم کرنا چاہے.. یا.. اس کے گھر والے اسے منع کرتے ہیں، تو کیا ان سب صورتوں میں عورت یا گھر والوں کو اس کا اختیار ہے؟

جواب:۔

بلا اجازتِ شرعیہ، مقرر کردہ حکم الٰہی (عزوجل) میں تغیر و تبدل کا کسی کو اختیار نہیں، لھذا عدت گزارنا اور مقررہ مدت تک گزارنا لازم ہے۔ مذکورہ صورتوں پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں عورت اور گھر والے سخت گناہ گار ہوں گے۔

سوال:۔

یہ عورتیں عدت کہاں گزاریں گی؟.... شوہر کے گھر پر.. یا.. اپنے میکے میں؟

جواب:۔

شوہر کے گھر پر۔ بلکہ اگر یہ باہر ہوں اور طلاق.. یا.. وفات شوہر کی خبر سنیں، تو فوراً شوہر کے گھر واپس آئیں۔ فتاویٰ رضویہ (بحوالہ در مختار) میں ہے، ''عورت جب گھر سے باہر کسی کو ملنے گئی ہو اور اس دوران اس کو طلاق ہو جائے.. یا.. خاوند فوت ہو جائے، تو فوراً گھر واپس آ جائے کہ یہ اس پر واجب ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 جدید۔ صفحہ 311)

سوال:۔

کیا قتل ہو جانے.. یا.. مال کے چھن جانے کے خوف.. یا.. کسی اور عذرِ صحیح کی بناء پر کسی دوسرے مکان میں عدت گزار سکتی ہے؟

جواب:۔

جی ہاں۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فتاویٰ رضویہ میں اسی قسم کے سوال کو جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ''زوجہ پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خبرِ مرگ سنتے ہی فوراً اس کے گھر چلی جائے اور وضع حمل تک وہیں رہے اور غلط عذر درمیان میں نہ لائے۔ ایسا خیال بہت نا قابل قبول ہے کہ قتل کر دی جائے گی۔ رہا مال، اسے ساتھ نہ لے جائے۔ اپنے ساتھ اپنے اقارب سے کسی کو رکھے، جس سے حفاظت متوقع ہو، ہاں اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو اور واقعی سچا اندیشہ جان کا ہے، جس کا تدارک اس کے قابو میں نہیں تو نہ جانے کے لئے عذر صحیح ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 صفحہ 308)

☆ ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فتاویٰ عالمگیری کے حوالے

سے لکھتے ہیں، ''عدت والی عورت جب کسی ایسے مکان میں ہو کہ وہاں اس کے ساتھ کوئی نہ رہتا ہو اور چوروں یا پڑوسیوں سے خائف نہ لیکن وہ عورت رات کو ڈرتی ہو، اگر یہ ڈر شدید نہ ہو تو عورت کو وہاں سے منتقل ہونا جائز نہیں، اور اگر یہ ڈر شدید ہو تو پھر منتقل ہونا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 صفحہ 334)

☆ صدر الشریعہ مولانا امجد علی (قدس سرہ) درمختار کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''عورت کو زمانہ عدت میں گھر سے نکلنا حرام ہے۔ ہاں! اگر عدت موت کی ہو اور اس کے پاس کھانے کو نہ ہو بغیر گھر سے نکلے کام نہ چلے گا یا نقصان پہنچے گا تو اس ضرورت سے اس کے لئے جا سکتی ہے اور رات اسی گھر میں گزارے اور بغیر ضرورتِ شریعہ نکلنا حرام ہے۔'' (فتاویٰ امجدیہ جلد دوم ۲۸۵)

سوال:۔

طلاق یافتہ عورت کا شوہر کہاں جائے گا؟

جواب:۔

وہ چاہے تو اسی گھر میں رہے، لیکن اب دونوں کے درمیان پردہ رہے گا۔ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، ''زید (یعنی شوہر) پر لازم ہے کہ عدت پوری ہونے تک اپنے ہی مکان میں اسے (یعنی طلاق یافتہ بیوی) جگہ دے اور بوجہ زوال نکاح اس سے پردہ کرے۔'' (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 جدید۔ صفحہ 311)

سوال:۔

طلاق یافتہ عورت اگر شوہر کے مکان میں عدت کرے، تو اس کا خرچہ کس

ذمے ہوگا؟...کیا شوہر اپنے سسرال والوں سے کھلانے پلانے اور گھر پر رکھنے کا کرایہ لے سکتا ہے؟

جواب:۔

اس دوران کھانے پینے اور رہائش کا مکمل خرچہ شوہر کے ذمے ہے، چنانچہ وہ لے گا نہیں، بلکہ دے گا۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)، درمختار کے حوالے سے لکھتے ہیں، ''طلاق کی عدت والی نفقہ اور رہائش کی مستحق ہے، خواہ طلاق رجعی ہو..یا..بائنہ..یا..تین طلاقوں والی ہو۔'' (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 جدید۔صفحہ 311)

سوال:۔

عموماً طلاق جھگڑوں کا نتیجہ ہوتی ہے، چنانچہ اگر شوہر اپنے گھر میں عدت نہ گزارنے دے، تو؟....

جواب:۔

تو اب موت کی عدت والی کے لئے جائز ہے کہ کسی قریب ترین گھر میں منتقل ہوکر وہاں عدت پوری کرے، اور طلاق والی، اس گھر میں جائے، جہاں شوہر چاہتا ہے۔ یہ گھر حکم میں شوہر کے گھر کے قائم مقام ہوگا۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)، درمختار کے حوالے سے لکھتے ہیں، ''دونوں عورتیں (یعنی طلاق اور وفات شوہر والی) اس گھر میں عدت گزاریں کہ جن میں عدت واجب ہوئی ہے (یعنی شوہر کے گھر) اور وہ اس گھر سے منتقل نہ ہوں، ہاں جب کہ ان کو زبردستی نکالا

جائے (اس میں خاوند کا ظلماً نکالنا بھی شامل ہے۔شامی) موت کی عدت والی کو اگر مجبوراً نکلنا پڑے تو قریب ترین گھر میں منتقل ہو جائے اور طلاق کی عدت والی خاوند جس گھر میں چاہے، وہاں منتقل ہو جائے (اور جب جب دوسرے مکان میں منتقل ہو تو پھر وہی اصل مسکن کے حکم میں ہوگا، لھذا عورت وہاں سے نہ نکلے۔)۔'' (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 جدید۔صفحہ 311)

سوال:۔

اگر شوہر نے طلاق بائن دی اور دوران عدت ہی فوت ہو گیا، تو وہ عورت اپنی عدت کس طرح پوری کرے گی، طلاق کا اعتبار کرے..یا.شوہر کی موت کے حساب سے؟

جواب:۔

اگر یہ عورت حاملہ ہے، تو عدت وضع حمل ہوگی۔اور اگر حاملہ نہ ہو، تو دو میں سے کم از کم ایک چیز دیکھی جائے گی۔

(۱) شوہر نے اپنی صحت میں طلاق دی تھی..یا..

(۲) مرض الموت میں بیوی کی رضامندی سے دی تھی۔

اگر ان میں سے ایک بھی ہو تو مدت تین حیض ہی ہوگی، شوہر کی موت سے اس میں کوئی تبدیلی نہ آئے گی۔

اور اگر مرض الموت میں بیوی کی رضامندی کے بغیر طلاق دی، تو اب طلاق وموت میں سے جو عدت دراز ہو، اس کا اعتبار ہوگا۔مثلاً موت شوہر کے بعد چار ماہ دس دن ہو گئے، لیکن ابھی تک تین حیض مکمل نہ ہوئے، تو تین حیض عدت ہوگی اور اگر تین

حیض، چار ماہ دس دن سے پہلے پورے ہوگئے، تو اب چار ماہ دس دن عدت ہوگی۔

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان (قدس سرہ) اس قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، "یہ مطلقہ اگر حاملہ تھی تو عدت حمل ہے مطلقا، اور اگر حمل نہ تھا تو طلاق مذکور اگر شوہر نے اپنی صحت میں دی یا برضائے زوجہ مرض الموت میں دی تو عدت تین حیض ہے، موتِ شوہر سے نہ بدلے گی اور اگر طلاق بائن مرض الموت میں بے رضائے زن (یعنی عورت کی رضامندی کے بغیر) دی، تو تین حیض، اور چار مہینے دس دن سے جو مدت دراز تر ہے وہ عدت ہے یعنی چار ماہ ودہ (یعنی دس) روز بعد موت گزرنے سے پہلے طلاق کے بعد تین حیض کامل ختم ہو جائیں تو بعد مرگ چار ماہ دس یوم انتظار کرے اور اگر مرگِ شوہر پر چار مہینے دس دن ہو گئے اور ہنوز بعد طلاق تین حیض کامل نہ ہوئے تو تین حیض کامل ہونے تک منتظر رہے۔" (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 صفحہ 313)

سوال:۔

اگر دورانِ عدت کسی نے اس عورت سے نکاح کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔

دیکھا جائے گا کہ نکاح کرنے والے کو عورت کی عدت کا حال معلوم تھا یا نہیں۔ اگر معلوم ہونے کے باوجود نکاح کیا، تو یہ نکاح باطل ہے اور اس صورت میں قربت، زناء۔ ان کا فوراً جدا ہونا واجب ہے۔ عورت کی پہلے والی عدت ختم ہو جائے گی، دوسری کسی قسم کی عدت بھی لازم نہ ہوگی۔ اب جب چاہے، جس سے چاہے نکاح کر لے۔

اور اگر معلوم نہ تھا اور فقط نکاح ہوا، تو اب بھی نکاح باطل اور فوراً جدا ہونا واجب ہے۔اس صورت میں بھی عدت ختم ہو جائے گی۔ جس سے چاہے نکاح کر لے۔اور اگر نکاح کے بعد وطی بھی کر لی تھی، تو یہ قربت حرام ضرور ہے، لیکن لاعلمی کی بناء پر گناہ گار نہ ہوگا۔اب بھی چاہیئے کہ فوراً جدا ہو جائے، لیکن اس قربت کی وجہ سے عورت پر تین حیض عدت واجب ہوگی، جس کی مدت اس شخص کے چھوڑنے والے دن سے شروع ہوگی۔عدت پوری کرنے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں، ''اگر بکر نے یہ جان بوجھ کر کہ ابھی عورت عدت میں ہے، اس سے نکاح کرلیا، جب تو وہ نکاح، نکاح ہی نہ ہوا، نرا زناء ہوا۔تو اس (عورت) کے لئے اصلاً عدت نہیں۔اگر چہ بکر نے اس عورت سے صد ہا بار جماع کیا ہو کہ زناء کا پانی شرع میں کچھ عزت و وقعت نہیں رکھتا، عورت کو اختیار ہے، جب چاہے نکاح کرلے۔

اور اگر بکر نے انجانے میں نکاح کیا، تو دیکھیں گے کہ اس چار برس میں اس نے عورت سے کبھی جماع کیا یا نہیں۔اگر کبھی نہ کیا تو بھی عدت نہیں، بکر کے چھوڑتے ہی فوراً جس سے چاہے نکاح کرلے۔اور جو ایک بار بھی جماع کر چکا ہے تو جس دن بکر نے چھوڑا، اس دن سے عورت پر عدت واجب ہوئی، جب تک اس کی عدت سے باہر نہ نکلے دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی۔طلاق کی عدت تین حیض کامل ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 صفحہ 302 بتغیر ما)

سوال:۔

یہ عورتیں، دوران عدت کسی کام سے باہر نکل سکتی ہیں؟

جواب:۔

جب تک کوئی عذرِ صحیح نہ انہیں گھر میں ہی رہنے کا حکم ہے۔ "ارشاد ربانی ہے

یَاۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ج وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ج لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۔اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو، تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو، عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔

(الطلاق۔۱)

☆ جب حضرت یحیٰی بن سعید بن العاص (رضی اللہ عنہ) نے عبدالرحمٰن بن الحکم (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی کو طلاق دی، تو عبدالرحمٰن اسے لے گئے۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنھا) نے مدینہ منورہ کے گورنر مروان کے لئے پیغام بھیجا، "اِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا اِلٰی بَیْتِهَا ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس عورت کو اس کے گھر بھجوا دو۔"

(بخاری۔ کتاب الطلاق)

سوال:۔

وہ کون سے صحیح اور شرعی عذر ہیں کہ جن کی بناء پر عدت گزارنے والی کا باہر نکلنا جائز ہو جاتا ہے؟

جواب:۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر باہر نکلے بغیر گزارا ممکن ہو، تو باہر نکلنا حرام، ورنہ دن میں بقدرِ ضرورت نکلنا جائز، رات گھر ہی میں گزارے۔

☆ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کرنے (یعنی دوران عدت باہر نکلنے) کو برا کہا اور (فاطمہ بنت قیس (رضی اللہ عنہا) کے باہر نکلنے کا عذر بیان کرتے ہوئے ارشاد) فرمایا، ''اِنَّ فَاطِمَةَ کَانَتْ فِیْ مَکَانٍ وَحْشٍ فَخِیْفَ عَلٰی نَاحِیَلَتِهَا فَلِذٰلِکَ اَرْخَصَ لَهَا النَّبِیُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔فاطمہ بنت قیس ایک پرخطر مکان میں تھیں اور اس میں رہتے ہوئے خوف کھاتی تھیں، اس لئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں خاص اجازت مرحمت فرمائی۔'' (بخاری۔کتاب الطلاق)

☆''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی ''یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَوْجِیْ طَلَّقَنِیْ ثَلاَثًا وَاَخَافُ اَنْ یُقْتَحِمَ عَلَیَّ ۔یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا خاوند مجھے تین طلاق دے چکا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میرے پاس کوئی چور وغیرہ نہ آجائے۔'' تو آپ نے اسے وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔
(نسائی۔الرخصۃ فی خروج المتوتۃ من بیتھا فی عدتھا لسکناھا)

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اسی قسم کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ''تاختم عدت عورت پر اسی مکان پر رہنا واجب ہے۔ ہاں! جس کے پاس کھانے پہننے کو نہیں اور اسے ان چیزوں کی تحصیل میں باہر نکلنے کی ضرورت ہے کہ بغیر اس کے خورد ونوش کا سامان گھر بیٹھے نہیں کرسکتی، تو صبح وشام باہر نکلے اور شب اسی مکان میں بسر کرے، دوسرے مکان میں چلے جانا ہرگز جائز نہیں۔ یا یہ مکان اس کا نہ تھا، مالکان مکان نے جبراً نکال دیا.. یا.. کرایہ پر رہتی تھی، اب کرایہ دینے کی طاقت نہیں.. یا.. مکان گر پڑا ہے.. یا.. گرنے کو ہے.. یا.. اور کسی طرح اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہے۔

غرض اسی طرح کی ضرورتیں ہوں تو وہاں سے نکل کر جو مکان اس مکان سے قریب تر ہو اس میں چلی جائے، ورنہ ہرگز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 صفحہ 327)

ایک اور جگہ علیٰ حضرت (قدس سرہ) تحریر فرماتے ہیں کہ "سائل کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ عدت موت کی ہے، پس اگر عورت کے پاس اتنا مال ہے کہ چار ماہ دس دن گھر بیٹھ کر کھائے، جب تو اسے نکلنا بالکل جائز نہیں۔ ورنہ جتنے دنوں کھانے کا سامان اپنے پاس رکھتی ہے، اتنے دنوں اسے گھر بیٹھ کر کھانا لازم اور پھر نکلنا جائز، رات اپنے گھر گزارے۔ (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 صفحہ 330)

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا "عدتِ موت کا نفقہ کسی پر نہیں ہوتا، خود اپنے پاس سے کھائے، پاس نہ ہو تو دن کو محنت مزدوری کرنے کے لئے باہر جا سکتی ہے۔ چار مہینے دس دن وہیں گزارنا فرض ہے۔ اللہ عزوجل کے ادائے فرض میں حیلے نہ کئے جائیں۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح (اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو جانتا ہے۔) (فتاویٰ رضویہ۔جلد 13 صفحہ 330)

سوال:۔

عدالت میں وراثت وغیرہ کسی اہم بات کا کیس چل رہا ہو، تو جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے اس کی مثل سوال کیا گیا تو فرمایا کہ سائل نے ظاہر کیا کہ عورت مسکینہ ہے پانچ روپے کی ایک معاش کہ اس کے شوہر نے اسے لکھ دی

تھی، صرف وہی پاس رکھتی ہے اور اہل کار کچہری کو کمیشن دے کر بلانے کی استطاعت اصلاً نہیں اور اگر نہ جائے تو وہ جائداد اس کے نام نہ ہوگی اور وہ جگہ جہاں جانا چاہتی ہے، اس کے مکانِ عدت سے صرف چھ میل دور ہے، دن ہی دن میں جانا اور مکان میں واپس آنا ہو جائے گا، رات یہیں آکر بسر کرے گی۔ اگر بات یونہی ہے تو صورت مذکورہ میں اسے جانا اور دن کے دن واپس آکر رات مکانِ عدت ہی میں بسر کرنے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 صفحہ 329)

﴿متفرق سوالات﴾

سوال:۔

کیا دوائی لینے ڈاکٹر کے پاس جا سکتی ہے؟

جواب:۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے اسی قسم کا سوال کیا گیا کہ ایک عورت جو ایام عدت میں ہے اور اس کے علاقے میں کوئی طبیب بھی نہیں ہے تو کیا وہ بغرض علاج دوسری جگہ جا سکتی ہے اور کسی حکیم کو نبض دکھا سکتی ہے یا نہیں" تو آپ نے جواب دیا کہ "نبض بضرورت دکھا سکتی ہے اور دوسری جگہ اس طور پر جا سکتی ہے کہ رات کا اکثر حصہ شوہر ہی کے مکان میں گزارے اور اگر اسی مکان میں ممکن ہو، تو یہ بھی حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 صفحہ 317)

سوال:۔

اگر کوئی عزیز شدید بیمار ہو گیا کہ بچنے کی امید نہ رہی، اسے دیکھنے کے لئے

جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔

جی نہیں، یہاں عذرِ صحیح موجود نہیں۔

سوال:۔

اگر کوئی دوسرا عزیز دورانِ عدت فوت ہو جائے، تو کیا اس کے گھر جا سکتی ہے؟

جواب:۔

جی نہیں، یہاں بھی عذرِ صحیح موجود نہیں۔

سوال:۔

شوہر کی قبر پر باپردہ ہو کر جا سکتی ہے؟

جواب:۔

جی نہیں، یہاں عذرِ صحیح موجود نہیں۔

سوال:۔

اگر عذر تھا اور نکل گئیں، تو کیا گناہ گار ہوں گی؟

جواب:۔

جی نہیں، کیونکہ اب نکلنا شریعت کی جانب سے اجازت کی بناء پر ہے۔

سوال:۔

اگر بلا عذر باہر نکلیں، تو کیا عدت ٹوٹ گئی؟

جواب:۔

جی نہیں، گناہ گار ضرور ہوں گی، لیکن اس سے عدت پر کوئی فرق نہ پڑے

گا،عدت اسی طرح جاری رکھی جائے۔

سوال:۔

بلا عذر باہر نکلنے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:۔

فقط بارگاہِ الٰہی میں صدق دل سے توبہ۔

سوال:۔

دورانِ عدت کوئی تعزیت کے لئے آیا،تو کیا اس سے بات کرسکتی ہیں؟

جواب:۔

اگر وہ نامحرم ہے تو باپردہ رہتے ہوئے ،بقدرِ ضرورت بات کرنے میں حرج نہیں۔اگر محرم ہے تو پردے کی بھی حاجت نہیں۔

سوال:۔

فون پر بات کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔

بقدرِ ضرورت بات کرنے میں حرج نہیں۔

سوال:۔

کیا گھر میں رہنے والے نامحرموں کے سامنے آنے سے عدت پر کوئی فرق پڑے گا؟

جواب:۔

عدت پر تو کوئی فرق نہ پڑے گا،گناہ گار بہرحال ضرور ہوں گی۔توبہ واجب ہے۔

سوال:۔

گھر میں میلاد ہوا تو کیا ایسی عورتیں اس میں شرکت کر سکتی ہیں؟اس میں بیان کرنا یا نعت پڑھنا ان کے لئے جائز ہے؟

جواب:۔

جائز ہے، بشرطیکہ آواز گھر سے باہر نامحرموں تک نہ پہنچے۔اور یہ حکم ان کے ساتھ ہی خاص نہیں ہر عورت کے لئے یہی حکم ہے۔

سوال:۔

کیا دوران عدت اس کا رشتہ طے کیا جا سکتا ہے؟..یا..اس کے لئے رشتہ بھیجا جا سکتا ہے؟.....

جواب:۔

جب تک عدت نہ گزرے، نکاح تو نکاح، نکاح کا پیام دینا بھی حرام قطعی ہے۔(فتاویٰ رضویہ۔جلد13 جدید۔صفحہ 319)

سوال:۔

کسی مذھبی اجتماع میں شرکت کے لئے جا سکتی ہے یا نہیں؟یا مسائل پوچھنے عالم کے پاس جا سکتی ہے؟

جواب:۔

فی الحال،اجتماع میں جانے سے گریز کرے۔مسئلہ کا جواب بھی کسی کے ذریعے،تحریری طور پر وہیں منگوانا ممکن ہے،باہر نہ جائے۔

﴿سوگ کا بیان﴾

سوال:۔

سوگ کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔

ہر قسم کی زینت کو ترک کر دینے کا نام سوگ ہے۔(بہار شریعت بحوالہ درمختار)

سوال:۔

شرعی لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔

اس کا ترک کرنا حرام ہے۔(بہار شریعت بحوالہ درمختار)

سوال:۔

یہ کس کس صورت میں واجب ہوتا ہے؟

جواب:۔

☆ یہ دو صورتوں میں ہوتا ہے،

﴿1﴾ ایک طلاق بائن کی عدت کے دوران۔ [1]

﴿2﴾ دوسرا شوہر کی موت کی عدت کے دوران۔

شوہر کے علاوہ کسی اور کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا حرام ہے۔(بہار شریعت بحوالہ درمختار)

---

[1]:۔یعنی وہ طلاق جس کے بعد عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے۔(۱۲ منہ)

☆ حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں حضرت ام حبیبہ زوجۂ نبی اکرم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان والد ماجد حضرت ابوسفیان بن حرب (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہوگیا تھا۔ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق یا کسی اور چیز کی زردی تھی۔ پھر انہوں نے وہ خوشبو ایک لڑکی کو لگائی اور تھوڑی سی اپنے رخسار پر بھی مل لی اور فرمایا،

''وَاللّٰہِ مَالِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَۃٍ غَیْرَ اَنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ (ﷺ) یَقُوْلُ؛ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لِیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا۔ خدا کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت نہیں لیکن میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ عورت جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت کا سوگ کرے، سوائے اپنے خاوند کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔''

(بخاری۔ کتاب الطلاق)

☆ حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ میں ام المومنین زینب بن جحش کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے بھائی کا انتقال ہو چکا تھا۔ انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس میں تھوڑی سی لگا کر ارشاد فرمایا، ''وَاللّٰہِ مَالِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَۃٍ غَیْرَ اَنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ (ﷺ) یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ؛ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لِیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا۔ خدا کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت نہیں لیکن میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ وہ عورت جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی

ہو، اس لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت کا سوگ کرے، سوائے اپنے خاوند کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔" (بخاری۔ کتاب الطلاق)

سوال :۔

اس میں کیا کیا کام جائز اور کون کون سے ناجائز ہیں؟

جواب:۔

اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ) تحریر فرماتے ہیں، "عدت میں عورت کو یہ چیزیں منع ہیں، ہر قسم کا گہنا یہاں تک کہ انگوٹھی چھلا بھی، مہندی، سرمہ، عطر، ریشمی کپڑا، ہار، پھول، بدن یا کپڑے میں کسی قسم کی خوشبو، سر میں کنگھی کرنا، اور اگر مجبوری ہو تو موٹے دندانوں کی کنگھی کرے جس سے فقط بال سلجھا لے، پٹی نہ جھکالے۔ پھلیل، میٹھا تیل، کسم، کیسر کے رنگے کپڑے، یونہی ہر رنگ جس سے زینت ہوتی ہو اگرچہ پڑیا گیرو کا، چوڑیاں اگرچہ کانچ کی، غرض ہر قسم کا سنگھار ختمِ عدت تک منع ہے، چارپائی پر سونا، بچھونا سونے یا بیٹھنے میں بچھانا منع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد 13 صفحہ 331)

اس سے متعلقہ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت ام سلمیٰ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی، "یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اِبْنَتِیْ تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا اَفَنَكْحُلُهَا ۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا ہم اسے سرمہ لگا دیں۔" رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، "لَا ۔ نہیں۔" دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ اور ہر

مرتبہ لا ہی فرماتے رہے۔" (بخاری کتاب الطلاق)

"حضرت ام سلمی (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور اس کی آنکھ کے لئے بھی خطرہ محسوس ہونے لگا تو اس کے لواحقین نے رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت چاہی کہ اس کی آنکھ میں سرمہ لگا دیا جائے۔ ارشاد فرمایا،" لَا تَكَحَّلُ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ شَرِّ اَحْلَاسِهَا وَشَرِّ بَيْتِهَا فَاِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلَاحَتّٰى تَمْضِيْ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۔ سرمہ نہ لگاؤ، جاہلیت میں جب کوئی عورت عدت گزارتی تو برے گھر میں برے کپڑے پہن کر رہتی۔ جب پورا سال گزر جاتا تو ایک کتا گزرتا اور وہ مینگنیاں پھینکتی ، پس وہ ایسا نہ کرے، جب تک چار ماہ دن نہ گزر جائیں۔ (بخاری۔ کتاب الطلاق)

☆ "حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمی (رضی اللہ عنہا) نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت سرکارِ دو عالم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی،" اِنَّ اِبْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا اَفَاَكْحُلُهَا ۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میری بیٹی کا خاوند انتقال کر گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں درد ہونے لگا ہے، کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا دیا کروں؟" آپ نے ارشاد فرمایا،"لَا ۔نہیں۔" پھر فرمایا،" اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَاْسِ الْحَوْلِ ۔ یہ تو فقط چار ماہ دس دن ہیں جبکہ جاہلیت کے دور میں ہر ایک عورت سال ختم ہونے پر مینگنی پھینکتی۔"

☆ حضرت حمید بن نافع (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) سے دریافت کیا،" مَا تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَاْسِ الْحَوْلِ ؟ سال کے ختم

ہونے پر عورت کے مینگنی پھینکنے کا کیا مطلب ہے؟'' انہوں نے جواب دیا، 'کَـانَـتِ الْـمَرْاَةُ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ خِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْباً وَلَاشَيْـئـاً حَتّٰـى تَـمُـرَّ بِهَـا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ اَوْ شَاةٍ اَوْ طَيْرٍ فَتَـفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ اِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِيْ بِهَا وَتُـرَاجِـعُ بَعْدَ مَاشَآءَ تْ مِنْ طِيْبَةٍ اَوْ غَيْرِهٖ ۔ جاہلیت کے دور میں جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا وہ ایک چھوٹی سے کوٹھڑی میں جا گھستی اور برے سے برے کپڑے پہنتی، کسی قسم کی خوشبو وغیرہ نہ لگاتی، یہاں تک ایک سال گزر جاتا۔ پھر اس کے پاس کوئی جانور گدھا یا بکری یا کوئی پرندہ لایا جاتا جس کو وہ اپنی جاء اور بدن سے رگڑتی، جس جانور کو ملتی وہ جانور مر جاتا اس کے بعد وہ وہاں سے نکلتی، اس وقت اسے اونٹ کی ایک مینگنی دیتے اور وہ اس کو پھینک کر جس طرف جی چاہتا میلان کرتی یعنی چاہے خوشبو لگائے یا کوئی اور کام کرے اس کو اس بات کا اختیار ہوتا تھا۔

(نسائی۔ ترک الزینت للحادۃ المسلمۃ .....)

☆ 'حضرت ام عطیہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ہمیں اس سے منع کیا گیا کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کریں، سوائے خاوند کے کہ چار مہینے دس دن تک ۔ اور سرمہ نہ لگائیں، خوشبو استعمال نہ کریں اور نہ رنگے ہوئے کپڑے پہنیں سوائے پہلے کے رنگے ہوئے کپڑوں کے۔ اور ہمیں اس بات کی اجازت دی گئی کہ کوئی حیض سے فارغ ہو تو اظفار کی عود کا استعمال کرے اور ہمیں جنازے کے پیچھے جانے سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الطلاق)

☆ حضرت ام سلمیٰ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)

نے ارشاد فرمایا، ''اَلْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لَاتَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ کسم کے رنگ کا کپڑا اور سرخ پھولوں سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے، خضاب اور سرمہ استعمال نہ کرے۔ (نسائی۔ ماتجتنب الحادۃ من الثیاب المصبغۃ)

☆ حضرت ام حکیم بنت اسید (رضی اللہ عنہا) اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ کا خاوند فوت ہو گیا اور ان ایام میں آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں تو آپ نے اثمد نامی سرمہ استعمال فرمایا۔ پھر آپ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی کو ام المومنین حضرت سلمہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں بھیجا تا کہ آپ سے روشنی اور بصارت کے سرمے کے متعلق دریافت کرے۔ حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے ارشاد فرمایا، ''لَا تَكْتَحِلُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ۔ کوئی سرمہ نہ لگاؤ مگر جب سخت ضرورت پیش آئے تو کوئی حرج نہیں۔

''دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلٰى عَيْنِيْ صَبِرًا۔ حضور اکرم (ﷺ) میرے پاس ان ایام میں تشریف لائے جن میں ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہوا تھا اور میں نے اپنی آنکھوں پر ایلوا لگایا ہوا تھا۔'' نبی اکرم (ﷺ) نے دریافت کیا، '' مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ۔ ام سلمہ! یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کی، ''إِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ فِيْهِ طِيْبٌ۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ ایلوا ہے اس میں خوشبو نہیں ہے۔''

آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا ''إِنَّهُ يُشِبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيْهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ وَلَا تَمْتَشِطِيْ بِالطِّيْبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَإِنَّهُ خِضَابٌ۔ اے ام سلمہ! یہ منہ کو چمک دار کر دیتا ہے اور اسے دوبارہ نہ لگانا، اگر لگانا چاہو تو رات میں لگاؤ اور سر کو خوشبودار چیز سے نہ

دھویا کرو اور نہ مہندی سے کیونکہ مہندی خضاب والی چیز ہے۔" حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے دریافت کیا "بِاَیِّ شَیْءٍ اَمْتَشِطُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! تو پھر میں کس چیز سے دھویا کروں۔" ارشاد فرمایا: "بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِیْنَ بِہٖ رَأْسَکِ۔ بیری کے پتوں کے ساتھ، اپنے سر کو بیری کے پتے لگایا کرو۔" (نسائی۔ باب الرخصۃ للحادۃ ان تمتشط بالسدر)

الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
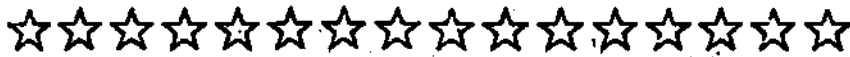
چوری اور ڈاکے کی لغوی وشرعی تعریفات اور ان کے بارے میں شرعی سزاؤں کی معرفت سے بھرپور ایک مفید تالیف

چوری اور ڈاکے کے احکام

مؤلف

مفتی محمد اکمل

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت، دکان نمبر 4 دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

پیش لفظ

ایک مسلمان کو اپنے مذہبِ اسلام کی تعلیمات کے بارے میں جتنی زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہوں بہتر ہے، تاکہ حتی الامکان دوسروں کی محتاجی سے محفوظ رہا جاسکے، نیز شرعی احکام کا حل جلد از جلد حاصل کرنے میں دقت محسوس نہ ہو۔ اس کے علاوہ دوسروں کو تعلیم دینے کی غرض سے بھی ان کا حصول بے حد ضروری ہے۔ نیز ان کی برکت سے خود بھی اغلاط سے محفوظ رہا جاسکتا ہے اور دوسروں کی اصلاح کا سامان کرنا بھی ممکن ہے۔

چوری اور ڈاکہ زنی جیسے قبیح گناہ ہمارے معاشرے میں عام ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں مکمل معلومات یقیناً بہت کم کو معلوم ہیں۔ مفتی محمد اکمل قادری عطاری نے عوام کی سہولت و معلومات کی غرض سے حسبِ سابق اس بار بھی ان دونوں گناہوں پر قلم اٹھایا ہے اور بالکل عام فہم انداز میں اٹھایا ہے۔

ان شاء اللہ عزوجل اس رسالے سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل ہوں گی، جن سے آپ پہلے شائد محروم تھے۔

اس رسالے کو خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کو دین کی اشاعت کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)

محمد اجمل قادری عطاری

بسم الله الرحمن الرحیم وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه وحبیب ربه سیدنا ومولانا محمد وآله واصحابه وبارک وسلم

اسلام ہر لحاظ سے ایک بہترین مذہب ہے۔ خاص طور پر اس اعتبار سے کہ اس کی تعلیمات، جہاں خالق کائنات کے حقوق کی حفاظت کا درس دیتی نظر آتی ہیں، وہیں ان میں بندوں کے حقوق کی پاسداری کا بھی مکمل خیال رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا،

"اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَخُوْنُهٗ وَلَا یَکْذِبُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَکُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهٗ وَمَالُهٗ وَدَمُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔ یعنی مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس سے خیانت کرے، نہ اس سے جھوٹ بولے اور نہ اسے رسوا کرے۔ ہر مسلمان کی عزت ومال وجان، دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (پھر قلب انور کی جانب اشارہ کر کے ارشاد فرمایا) تقوی یہاں ہے۔ کسی آدمی کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔"

(ترمذی۔ کتاب البر والصلۃ)

پھر اس لحاظِ حقوق کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی بھرپور خیال رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی سرکش، حدودِ شریعت کی رعایت نہ کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں کوتاہی کے مرتکب ہونے کی ناپاک جسارت کرے، تو اس کے لئے سخت سزا مقرر کی جائے، تاکہ خود اس کے لئے توبہ اور دوسروں کے لئے عبرت کا سبب بن جائے اور یہ سلسلۂ خطا آگے بڑھ کر پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ چوری ورجم ودیت وقصاص وغیرہا اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

یاد رہے کہ شریعت کی جانب سے مقرر کردہ سزا کو شرعی اصطلاح میں ''حد'' کہا جاتا ہے۔ بندوں کو اس میں کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

چوری یا ڈاکہ بھی ایک ایسا ہی فعل ہے کہ جس کے باعث حقوق العباد کا تلف لازم آتا ہے۔ لھذا شریعت نے حفظِ اموال مسلمین کی رعایت کرتے ہوئے ،ان افعال کے مرتکب کے لئے بھی سخت سزا مقرر کردی ہے، جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائے گا، تاکہ نہ صرف ان افعال قبیحہ کا سلسلہ رک جائے، بلکہ دوسرے بھی حصول عبرت کی برکت سے ان سے دور رہنے کی کوشش کریں۔

اور اگر ان افعال پر شرعی حد جاری کرنے کی شرائط پوری نہ ہوں، تو حد تو جاری نہ ہوگی، لیکن حاکم اسلام جو سزا بہتر محسوس کرے، مقرر کرے گا۔ اس قسم کی سزا کو شرعی اصطلاح میں تعزیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس فعلی سزا کے ساتھ ساتھ قولی طور پر بھی ان برے افعال کی مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ چوری کے بارے میں درج ذیل احادیث پر غور فرمائیں۔

☆حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالی عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، "لَا یَسْرِقُ حِیْنَ هُوَیَسْرِقُ وَهُوَمُؤْمِنٌ۔ چور جس وقت چوری کرتا ہے، مؤمن نہیں رہتا۔" (بخاری۔ کتاب المظالم والغصب)

☆آپ ہی سے مروی ہے کہ سید الانبیاء (ﷺ) کا فرمان ہے، "لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَةَ فَتُقْطَعُ یَدُهٗ وَیَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ یَدُهٗ۔ اللہ تعالیٰ چور پر لعنت فرمائے، (کیونکہ) اس کا حال یہ ہے کہ خود اچوری کرتا ہے، پھر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چوری کرتا ہے، پھر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔" (بخاری۔ کتاب الحدود)

☆حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) سے ایک طویل حدیثِ پاک مروی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ نبوی (ﷺ) میں سورج کو گہن لگا۔ دوران نماز سید الانبیاء (ﷺ) کو جنت اور دوزخ دکھائی گئی۔ جہنم کے احوال بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا، "وَحَتّٰی رَأَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ الَّذِیْ کَانَ یَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ مُتَّکِأً عَلٰی مِحْجَنِهٖ فِی النَّارِ یَقُوْلُ

ا۔ حالتِ جنگ میں سر پر پہنا جانے والا حفاظتی ہتھیار۔ (۱۲ منہ)

اَنَـاسَـارِقُ الْـمِـحْـجَنِ ۔یعنی اور میں نے اس میں، اس خم دار لکڑی والے کو دیکھا، جو اپنی اس خم دار لکڑی کے ذریعے حاجیوں کا مال چرایا کرتا تھا۔ وہ آگ میں اس لکڑی سے ٹیک لگائے کہہ رہا تھا کہ میں خم دار لکڑی والا چور ہوں۔"

(نسائی۔ کتاب الکسوف)

اور ڈاکہ مارنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

"اِنَّـمَاجَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِـى الْاَرْضِ فَسَـادًا اَنْ يُّـقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُـلُهُـمْ مِـنْ خِلَافٍ اَوْيُـنْـفَـوْا مِـنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِـزْىٌ فِـى الـدُّنْيَاوَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِلَّاالَّذِيْنَ تَـابُـوْامِـنْ قَبْلِ اَنْ تَـقْـدِرُوْاعَـلَيْهِـمْ فَـاعْـلَـمُـوْااَنَّ اللّٰـهَ غَـفُـوْرٌرَّحِـيْـمٌ ۔ وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیے جائیں۔ یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے، مگر وہ کہ جنہوں نے توبہ کر لی، اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ، تو جان

لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ٦ رکوع ٩)

شریعت نے چوری کی حد کا مستحق ہونے کے لئے کن کن امور کا لحاظ رکھا ہے؟... اس تفصیل سے قبل چوری کی تعریف جاننا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ

چوری کی لغوی اور شرعی تعریف

﴿لغوی تعریف﴾

معجم لغۃ الفقہاء (صفحہ ۲۴۳) میں ہے،

"اَخْذُ مَالِ الْغَیْرِ خُفْیَۃً۔ یعنی غیر کے مال کو خفیہ طریقے سے لے لینا۔

لسان العرب میں ہے،

"اَلسَّارِقُ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ جَاءَ مُسْتَتِراً اِلٰی حِرْزٍ فَاَخَذَمِنْہُ مَالَیْسَ لَہٗ۔ یعنی عربوں کے نزدیک چور وہ ہے، جو اس مقام پر خفیہ طریقے سے آئے کہ جہاں مال محفوظ رکھا گیا ہے، پھر جو چیز اس کی نہیں، اسے اٹھا لے۔" (جلد ٦۔ صفحہ ۲۴٦)

﴿شرعی تعریف﴾

شریعت نے مذکورہ تعریفات میں چند امور کا اضافہ کیا ہے، جب یہ تمام امور متحقق ہو جائیں، چور تب ہی چوری کی حد کا مستحق ٹھہرے گا۔ چنانچہ

فتح القدیر میں ہے،

"هِیَ اَخْذُ الْعَاقِلِ الْبَالِغِ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ اَوْمِقْدَارَهَا خُفْیَةً عَمَّنْ هُوَ مُتَصَدٍّ لِلْحِفْظِ مِمَّا لَا یَتَسَارَعُ اِلَیْهِ الْفَسَادُ مِنَ الْمَالِ الْمُتَمَوِّلِ لِلْغَیْرِ مِنْ حِرْزٍ بِلَا شُبْهَةٍ۔ یعنی چوری عاقل و بالغ شخص کا، بغیر کسی شبہے میں مبتلاء ہوئے، خفیہ طریقے سے، کسی ایسے غیر کے محفوظ وقیمتی مال سے دس دراہم یا اس کی مالیت کے برابر سامان وغیرہ (بغیر اجازت) اٹھالینا ہے، جواس کی حفاظت کا ارادہ بھی رکھتا ہواور اس مال میں تیزی سے بگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو۔" (جلد۴۔صفحہ۲۱۹)

اور درمختار میں ہے،

"هِیَ اَخْذُ مُکَلَّفٍ نَاطِقٍ بَصِیْرٍ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ جِیَاداً اَوْمِقْدَارَهَا مَقْصُوْدَةً ظَاهِرَةَ الْاِخْرَاجِ خُفْیَةً مِنْ صَاحِبِ یَدٍ صَحِیْحَةٍ مِمَّا لَا یَتَسَارَعُ عَلَیْهِ الْفَسَادُ فِیْ دَارِ الْعَدْلِ لَا شُبْهَةَ وَلَا تَأْوِیْلَ فِیْهِ۔ یعنی چوری، قوتِ گویائی اور بصارت رکھنے والے عاقل و بالغ شخص کا دس عمدہ دراہم یا ان کی مالیت کا سامان قصداً، پوشیدہ طور پر اس طرح اٹھالینا ہے کہ وہ مال باہر لے جاتے ہوئے ظاہر بھی ہو، (اور یہ چوری کرنا) ایسے شخص سے (ہو) جس کا مال پر قبضہ درست ہو (اور وہ مال) ان چیزوں میں سے ہو کہ جن میں فساد جلدی سرایت نہیں کرتا (اور یہ چوری) دارالاسلام میں (ہواور) اس میں کسی قسم کا شبہ یا تاویل کی

گنجائش نہ ہو۔ (جلد ا۔صفحہ ۳۳۰)

نوٹ:۔

شرعی لحاظ سے دس درھم کا وزن، تقریباً دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی کے برابر ہوتا ہے۔جس کی موجودہ قیمت کسی سنار سے بآسانی معلوم کی جاسکتی ہے۔

اگر غور کیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ چوری کی حد جاری کرنے کے لئے ،ان شرعی تعریفوں کی روشنی میں درج ذیل چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(1) چوری کرنے والا عقل رکھتا ہو۔

لھذا اگر پاگل ومجنون چوری کرے، تو اس پر حد جاری نہ ہوگی۔

(درمختار۔جلد ا۔صفحہ ۳۳۰)

یہاں اتنا مزید یاد رکھیں کہ

✿ اگر چوری کرتے وقت مجنون نہ تھا، پھر مجنون ہو گیا، تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ (ردالمحتار۔جلد ۳۔۲۱۱)

(2) ایسا شخص بالغ ہو اور قوتِ گویائی و بینائی رکھتا ہو۔

چنانچہ نابالغ و گونگا واندھا، حد سے محفوظ رہیں گے۔بلوغ کی قید لگانے کی وجہ یہ ہے کہ تقریباً تمام قرآنی احکام، مُکَلَّفِین کے لئے ہیں اور مکلّف کا اطلاق عاقل و بالغ پر ہوتا ہے۔

چنانچہ جب نابالغ ،احکام شرعیہ کا مکلف ہی نہیں ،تو اس پر حد بھی جاری نہ

ہوگی۔ہاں اس پر مال کی ضمان ضرور لازم ہوگی۔ (ردالمحتار۔جلد۳۔ص ۲۱۱)

نیز بلوغت کے لئے شرط ہے کہ مرد میں بارہ سے پندرہ اور عورتوں میں نو

سے پندرہ سال کے درمیان احتلام ہو چکا ہو..اور..اگر اس عرصے کے دوران احتلام

ہونا یاد نہ ہو،تو پندرہ سال کے بعد دونوں کے لئے بلوغت کا حکم لگا دیا جائے گا۔

گونگا اور اندھا نہ ہونے کی قید اس لئے لگائی گئی کہ یہ دونوں شبہے سے

بالاتر نہیں ہوسکتے۔اس طرح کہ گونگے کا اشارہ سمجھنے میں شبہہ پیدا ہوسکتا ہے۔یونہی

چونکہ اندھا اپنے اور پرائے مال میں تمیز نہیں کرسکتا،لھذا ہوسکتا ہے کہ دھوکے میں

دوسرے کا مال اٹھا لیا ہو۔لھذا شبہہ پیدا ہوجانے کے سبب ان دونوں میں قطع نہیں

ہوگا۔ (درمختار۔جلدا۔ص ۳۳۰)

نوٹ:۔

تعریف میں فقط عقل و بلوغ کی قید ذکر کرنے سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوگیا کہ

اس معاملے میں مرد،عورت،آزاد،غلام،مسلمان،کافر(ذمی) سب برابر ہیں۔کمافی

درمختار

(3) یہ مال کا اٹھالینا،شبہے اور تاویل سے بالاتر ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ اگر کہیں شبہہ متحقق ہوجائے،مثلاً چوری کرنے والا اس مال میں

تصرف کو اپنے لئے جائز تصور کرے..یا..اس میں کسی درست تاویل کی گنجائش نکل سکتی

ہو،تو حد کا اجراء نہ ہوگا۔ چنانچہ

✿ اگر باپ کا مال چرایا یا قرآن مجید وکتب تفسیر وحدیث وفقہ ونحو ولغت وغیرھا کی چوری کی،تو قطع نہیں کہ پہلے میں شبہ اور دوسرے میں اس تاویل کی گنجائش ہے کہ اپنے پڑھنے کے لئے اٹھایا تھا۔ (ردالمحتار۔جلد۳۔۲۱۳)

(4) مال خفیہ طریقے سے اٹھایا گیا ہو۔

چنانچہ اگر اعلانیہ طریقے سے مال لیا گیا،تو حد ساقط ہے۔

✿ اگر دن میں چوری کی تو گھر میں داخل ہونا اور باہر نکلنا، دونوں خفیہ طریقے سے ہونا شرط ہیں۔ چنانچہ اگر دن میں چھپ کر داخل ہوا،لیکن باہر اعلانیہ طور پر نکلا، جیسے ڈاکو وغیرہ کا طریقہ ہے،تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ مغرب اور عشاء کا وقت دن کے حکم میں ہے...اور...رات میں فقط دخول خفیہ طور پر ہونا شرط ہے ،چنانچہ اگر جانا خفیۃً ہوا اور مال لینا علانیۃً یا لڑ جھگڑ کر ہو،تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(درمختار۔جلد۱۔ص۳۳۱)

(5) غیر کا مال ہو۔

چنانچہ اپنا مال خفیہ واعلانیہ،جس طریقے سے لے چوری نہیں۔ یونہی امانت میں خیانت کی،تو قطع نہیں۔ (ایضاً۔ص۳۳۳)

(6) جس سے مال چرایا،اس کا اس مال پر قبضہ درست ہو۔

یعنی وہ اسی کا مال ہو، کسی دوسرے کا چرایا یا غصب شدہ نہ ہو۔ چنانچہ اگر چور نے کسی چور سے چوری شدہ مال کو ہی چرالیا، تو قطع نہیں۔ (درمختار۔ جلد ۱۔ ص ۳۳۱۔ ۳۳۶)

(7) دس درہم یا ان کی مالیت رکھنے والا سامان چرایا گیا ہو۔

چنانچہ اگر مال کی قیمت دس درہم سے کم ہو، تو یہ فعل وجہ اجرائے حد نہیں ہوسکتا۔ (درمختار۔ جلد ۱۔ ۳۳۱)

✿ دس درہم کی قیمت کا لحاظ رکھنے میں ضروری ہے کہ اس شے کی یہ قیمت چراتے اور ہاتھ کاٹتے، دونوں وقت کم از کم یہی ہو۔ نیز اس میں دس درہم کی قیمت کا اعتبار، ہاتھ کاٹنے والے مقام کے مطابق ہوگا۔ (ایضاً)

☆ وہ چیز واقعی دس درہم قیمت کی ہے، اس کا اندازہ کرنے کے لئے دو ایسے عادل اشخاص کا انتخاب کیا جائے گا، جو اس چیز کی قیمت کی معرفت رکھتے ہوں۔ نیز اگر ان دونوں اشخاص میں قیمت کے بارے میں اختلاف ہوگیا، تو قطع نہیں۔ (ایضاً)

لیکن یاد رہے کہ یہ اختلاف اسی وقت ہاتھ کاٹنے سے مانع ہوگا کہ اس شے کے دس درہم کی قیمت تک پہنچنے میں اختلاف ہوا ہو۔ مثلاً ایک کہتا ہے دس درہم کی ہے، دوسرا نو درہم بتاتا ہے۔ اور اگر دونوں اس بات میں تو متفق ہیں کہ اس کی کم از کم قیمت دس درہم ہے، لیکن زیادہ سے زیادہ میں اختلاف ہوگیا، تو اب ہاتھ کاٹا جائے

گا۔ (محشی علی الدر المختار۔ جلد ا۔ ص ۳۳۱)

☆ اگر وہ شے، چوری کے وقت دس درہم کی تھی، لیکن ہاتھ کاٹنے کے وقت اس کی قیمت گر گئی.. یا.. جہاں چرائی، وہاں تو اب بھی یہی قیمت ہے، لیکن جہاں ہاتھ کاٹا جارہا ہے، وہاں اس کی قیمت اس سے کم ہے، تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

(ردالمختار۔ جلد ۳۔ ص ۲۱۱)

☆ ہاں اگر کسی عیب یا شے کے کسی حصے کے ضائع ہونے کی بناء پر قیمت کم ہوگئی، تو ان دو صورتوں میں اب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (ایضاً)

(8) اسی چیز کے چرانے کا قصد بھی کیا ہو۔

چنانچہ اگر کسی نے دس درہم سے کم کا کپڑا مثلاً قمیص وغیرہ چرائی اور اسے نہ معلوم تھا کہ اس میں ایک دینار بھی ہے، تو اب پکڑے جانے پر قطع ید نہیں ہوگا۔

(درمختار۔ جلد ا۔ ص ۳۳۱)

☆ ہاں اگر وہ کپڑا ایسا ہے کہ جسے مال کو سمیٹے رکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے رومال وغیرہ یا کوئی تھیلی وغیرہ.. یا.. وہی قمیص تھی، لیکن اسے پہلے معلوم تھا کہ اس میں دینار ہے، تو ان صورتوں میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس صورت میں اگرچہ وہ کہتا رہے کہ میرا مقصود فقط تھیلی یا رومال یا قمیص چرانا تھا، پیسہ نہیں، اس کا قول نہ مانا جائے گا۔ (بہار شریعت)

✿ یہ بھی شرط ہے کہ دس درہم یا اس کے برابر مالیت کا مال ایک ساتھ باہر

سے لے گیا ہو۔ (ردالمحتار۔جلد ۳۔ص ۲۱۲)...... چنانچہ

☆اگر چند بار لے گیا کہ سب کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے، مگر ہر بار دس سے کم لے گیا، تو قطع نہیں کہ یہ ایک چوری نہیں، بلکہ متعدد چوریاں ہیں۔لیکن شرط یہ ہے کہ بار بار یہ لے جانا، مکمل طور پر گھر سے باہر لے جانا ہو، چنانچہ اگر کسی نے ایسا کیا کہ ایک ایک دو دو درھم مالیت کا مال اندر سے لاکر گھر کے صحن میں جمع کرتا رہا، حتی کہ دس درھم یا اس سے زائد مالیت کا مال جمع ہو گیا اور پھر گھر سے باہر کل کو ایک ساتھ لے گیا، تو اب قطع ہے۔ (ایضاً)

☆پھر اگر دس درہم ایک ہی بار لے گیا اور وہ سب ایک ہی شخص کے ہوں..یا..کئی اشخاص کے، مثلاً ایک مکان میں چند افراد رہتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا مال ہر ایک کا چرایا، جس کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے۔اگرچہ ہر ایک کا دس درہم سے کم ہو، دونوں صورتوں میں قطع ہے۔ (ردالمحتار۔جلد ۳۔ص ۲۱۳)

✿ چند اشخاص نے مل کر چوری کی، اگر ہر ایک کو بقدر دس درہم کے حصہ ملا، تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، خواہ سب نے مال اٹھایا ہو یا بعض نے لیا اور بعض نگہبانی کرتے رہے۔ہاں اگر ان میں کوئی نابالغ یا مجنون یا محرم ہو، تو اب کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ (درمختار۔جلد ۱۔ص ۳۳۲)

(9) مال باہر لے جاتے ہوئے ظاہر بھی ہو۔

چنانچہ اگر اس نے محفوظ مقام سے دینار چرا کر نگل لیا اور پھر باہر نکلا، تو قطع نہیں۔ (درمختار۔ جلد ۱۔ ص ۳۳۱)

(10) جس کا مال چرایا، وہ شخص مال کی حفاظت کا ارادہ بھی رکھتا ہو۔

چنانچہ اگر مالک کی جانب سے کسی چیز کے بارے میں ترکِ حفاظت کا ثبوت مل جائے، تو حد نہیں۔

(11) مال عمدہ، نفیس اور قیمتی ہو۔

جیسا کہ مشک، زعفران، ہر قسم کے تیل، زمرد، یاقوت، کرسی، میز، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن وغیرھا۔ چنانچہ حقیر اشیاء جو عادۃً محفوظ نہ کی جاتی ہوں اور باعتبارِ اصل کے مباح ہوں اور ابھی تک ان میں کوئی ایسا کام بھی نہ کیا گیا ہو کہ جس سے قیمتی ہو جائیں، جیسے بیش قیمت چٹائیاں، تو ان میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جیسے معمولی لکڑی، گھاس، کوئلہ، نمک، مٹی کے برتن وغیرھا۔

(درمختار۔ جلد ۱۔ ص ۳۳۳)

✿ اگر شراب چرائی تو قطع نہیں، ہاں اگر شراب کسی ایسے برتن میں تھی، جس کی قیمت دس درہم یا اس سے زیادہ ہے اور صرف شراب ہی نہیں، بلکہ برتن بھی چرانا مقصود تھا، تو حد جاری ہوگی۔ برتن چرانے کے قصد کا اندازہ چور کے اقرار یا برتن کی ظاہری صورت سے ہوگا، چنانچہ اگر دیکھنے میں بیش قیمت لگتا ہے، تو چرانے میں اس کا

قصد بھی تسلیم کیا جائے گا۔

✿ لہوولعب کی چیزیں جیسے ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ ہر قسم کے باجے، شطرنج اور سونے چاندی کی صلیب اور بت میں قطع نہیں۔ (درمختار۔ جلد۱۔ ص۳۴۳)

(12) مال کسی محفوظ مقام میں رکھا ہو۔

چنانچہ غیر محفوظ مال کے اٹھانے پر کوئی سزا نہیں۔ پھر حفاظت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ مال ایسی جگہ ہو، جو حفاظت کے لئے بنائی گئی ہو، جیسے مکان، دوکان، خیمہ، خزانہ، صندوق وغیرھا۔ دوسری یہ کہ وہ جگہ تو ایسی نہیں، لیکن وہاں کوئی نگہبان مقرر ہو، اگرچہ بوقتِ چوری سو رہا ہو۔ جیسے مسجد، راستہ اور میدان وغیرھا۔ (ردالمحتار۔ جلد۳۔ ص۲۱۲)

اس مسئلے کے پیش نظر اگر،

✿ درخت پر سے پھل توڑے.. یا.. کھیت کاٹ لیا، تو قطع نہیں۔ یونہی مسجد کے اسباب مثلاً فانوس، گھڑی، جانماز، نیز نمازیوں کے جوتے چرانے میں قطع نہیں، جب کہ کوئی محافظ موجود نہ ہو۔ (درمختار۔ جلد۱۔ ص۳۴۴)

✿ اسی طرح کفن چرانے میں بھی قطع ید نہیں۔ (ایضا)

✿ یونہی تاجروں کی دکانوں سے چرانے میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، بشرطیکہ اس وقت چوری کی ہو، جب عام لوگوں کو وہاں دخول کی اجازت ہو۔

(ایضاً)

(13) اس مال میں تیزی سے فساد پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔
چنانچہ اگر ایسا ہوا، تو حد نہیں۔ مثلاً گوشت یا ترکاری چرائی۔

(درمختار۔جلد ۱۔ص ۳۳۴)

✿ اگر کسی نے کسی کے گھر میں بکری چرائی اور اسے ذبح کر دیا، اس کے بعد باہر لے کر نکلا، تو قطع نہیں، چاہے وہ گوشت دس درہم یا اس سے زائد کا ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اب وہ گوشت ہے اور گوشت چرانے پر قطع نہیں۔ (ایضاً۔ص ۳۳۷)

(14) دارالاسلام میں چوری کی ہو۔
چنانچہ اگر کسی نے دارالحرب میں چوری کی قطع نہیں۔

(درمختار۔جلد ۱۔ص ۳۳۱)

نوٹ:۔

دارالاسلام وہ مقام ہے کہ جہاں مسلمانوں کے شعائر مثلاً مساجد کی تعمیر واذان...اور...احکام، مثل نکاح، رضاع، طلاق وعدت وغیرھا جاری ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، جب کہ دارالحرب وہ مقام ہے کہ جہاں مسلمان اپنے کسی شعار یا حکم کو نافذ نہ کر سکیں۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ۔جلد ۱۴)

چوری کے ثبوت کی شرائط

چوری کے ثبوت کے دو طریقے ہیں۔

(1) چورخوداقرار کرے۔

(2) گواہ، چوری کی گواہی دیں۔

ان دونوں شرائط سے متعلقہ ضروری مسائل

اقرار سے متعلقہ ضروری مسائل:۔

✿ اس میں چندبار کی حاجت نہیں ،اگر ایک بار بھی اقرار کرلیا،تو کافی ہے۔نیز یہ اقرار بخوشی ہونا چاہیئے ،چنانچہ اگر کسی نے قتل یا عضو تلف کرنے کی صحیح دھمکی دی، جس کی بناء پر مجبور ہو کر اقرار کیا،تو قطع نہیں۔ (درمختار۔جلد۱۔ص۳۳۲)

✿ پہلے اقرار کیا، پھر اقرار سے پھر گیا..یا..چنداشخاص نے چوری کا اقرار کیا تھا،ان میں سے ایک اپنے اقرار سے پھر گیا،تو قطع نہیں۔ہاں اس صورت میں مال کا تاوان لازم آئے گا یعنی جتنی مالیت کا مال تھا،اپنے پاس سے ادا کرنا ہوگا۔

(درمختار۔جلد۱۔صفحہ۳۳۲)

✿ اقرار کر کے بھاگ گیا،تو قطع نہیں کہ بھاگنا بمنزلہ رجوع کے ہے،ہاں تاوان لازم آئے گا۔ (ردالمحتار۔جلد۳۔ص۲۱۳)

✿ چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے کہ یہ صورت نہ ہو،تو گواہوں سے چوری کا ثبوت بے حد مشکل ہے۔ (درمختار۔جلد۱۔ص۳۳۲)

✿ اگر چور کسی غائب شخص کی چوری کا اقرار کرتا ہے،تو قطع نہیں، جب تک

کہ وہ غائب، حاضر ہو کر مطالبہ نہ کرے۔ یونہی اگر چور کہتا ہے کہ میں نے روپے چرائے ہیں، لیکن معلوم نہیں کس کے ہیں.. یا.. میں تمہیں بتاؤں گا کہ کس کے ہیں، تو قطع نہیں۔ (درمختار۔ جلد ا۔ ص ۳۳۶)

گواہی سے متعلقہ ضروری مسائل:۔

✿ ضروری ہے کہ دو مرد گواہی دیں۔ اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی، تو قطع نہیں، ہاں مال کا تاوان دلایا جائے گا۔ (ردالمحتار۔ جلد ۳۔ ص ۲۱۳)

✿ اگر گواہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ چور نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے، تو یہ گواہی قابل اعتبار نہیں۔ (ایضاً)

✿ قاضی گواہوں سے چند سوال کرے گا۔

(i) چوری کسے کہتے ہیں؟...تا کہ معلوم ہو جائے کہ چوری سے گواہ نے نماز کے ارکان میں کوتاہی تو مراد نہیں لی۔ کیونکہ حدیثِ پاک میں اسے نماز میں چوری سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(ii) کس طرح چوری کی؟...تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس نے حفاظت میں رکھے ہوئے مال کو ہی چرایا ہے یا نہیں۔

(iii) کہاں کی؟...تا کہ معلوم ہو جائے کہ دارالحرب میں چوری کی ہے یا دارالاسلام میں۔

(iv) کتنی مالیت کی چوری کی...تا کہ معلوم ہو جائے کہ دس درھم سے کم کی

چوری تو نہیں کی۔

اور...

(۷) کس کی چیز چرائی؟... تاکہ معلوم ہو جائے کہ غیر کی چوری کی ہے یا اپنا یا والد کا مال اٹھایا ہے۔

جب گواہ ان تمام امور کا جواب ہاتھ کاٹنے کی تمام شرائط کے مطابق دے دیں، تو قطع کا حکم ہے۔ (درمختار۔ جلد ا۔ ص ۳۳۲) (ردالمحتار۔ جلد ۳۔ ص ۲۱۳)

✿ اگر مالکِ مال گواہ نہ پیش کر سکا، تو چور سے قسم لی جائے گی کہ اس نے چوری نہیں کی۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کردے، تو تاوان دلایا جائے گا، مگر اس صورت میں قطع نہیں۔ (ردالمحتار۔ جلد ۳۔ ۲۱۴)

ہاتھ کاٹنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ۔ ترجمہ: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کے ہاتھ کاٹو ان کے کیئے کا بدلہ، اللہ کی طرف سے سزا۔ (پ ٦۔ المائدہ ۳۸)

ہاتھ کاٹنے کی شرط یہ ہے کہ جس کا مال چوری ہوا، وہ اپنے مال کا مطالبہ بھی کرے، خواہ اقرار سے چوری کا ثبوت ہوا ہو.. یا.. گواہوں کے ذریعے۔

(ردالمحتار۔ جلد ۳۔ ص ۲۲۸)

✿ چوری متحقق ہونے پر چور کا سیدھا ہاتھ گٹے سے کاٹ کر کھولتے ہوئے تیل میں داغ دیا جائے گا۔ اگر موسم سخت سردی یا شدید گرمی کا ہو، تو ابھی نہ کاٹیں گے، بلکہ اسے قید میں رکھیں گے، گرمی یا سردی کی شدت جانے پر کاٹا جائے گا۔ ان تمام باتوں کا لحاظ اس وجہ سے ہے کہ حد کا جاری کرنا آئیندہ کے لئے گناہ سے روکنے کی غرض سے ہے، نہ کہ مرتکب کو ہلاک کرنے کے لئے۔ (درمختار۔ جلد ا۔ ص ۳۳۵)

✿ تیل کی قیمت، ہاتھ کاٹنے اور داغنے والے کی اجرت اور تیل کھولانے کے تمام مصارف چور کے ذمہ ہوں گے، کیونکہ اس کا فعل ہی ان تمام امور کا سبب بنا ہے۔ (ایضاً)

✿ اگر اس کے بعد دوبارہ چوری کرے، تو اب الٹا پیر ٹخنے سے کاٹا جائے گا۔ (ایضاً۔ ص ۳۳۶)

✿ اگر اسکے بعد پھر چوری کرے، تو اب قطع نہیں۔ بلکہ اب بطورِ تعزیر ماریں گے اور قید میں رکھیں گے، یہاں تک کہ توبہ کر لے یعنی اس کے بشرہ سے یہ ظاہر ہونے لگے کہ سچے دل سے توبہ کی اور نیکی کے آثار نمایاں ہوں۔ (ایضاً)

✿ قاضی نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا، اب صاحبِ مال کہتا ہے کہ گواہوں نے جھوٹی گواہی دی تھی.. یا.. میں نے اس شخص (چور) کے پاس امانۃً مال رکھوایا تھا.. یا.. کہتا ہے کہ یہ مال اسی چور کا ہے. یا.. کہتا ہے کہ اس نے غلط اقرار کیا، تو

اب ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔ (درمختار۔جلد۱۔صفحہ۳۳۲)

✿ ہاتھ کاٹنے کے وقت مدعی اور گواہوں کا حاضر ہونا ضروری ہے، چنانچہ اگر یہ غائب ہوں۔۔یا۔۔مر گئے ہوں، تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ (درمختار۔جلد۱۔ص۳۳۲)

✿ اگر چوری شدہ مال چور کے پاس موجود ہو، تو مالک کو واپس دلوایا جائے گا اور اگر اس کے پاس سے ہلاک ہو گیا یا اس نے جان بوجھ کر ہلاک کر دیا، تو ان دونوں صورتوں میں تاوان نہیں۔ (ایضاً۔ص۳۳۷)

✿ اگر چور نے چوری شدہ مال کسی کو بیچ دیا اور مالک کو خبر ہو گئی، تو مال مالک کو دلوایا جائے گا اور خریدار چور سے اپنا پیسہ واپس لے گا۔

سَمُرَہ بِن جُنْدُب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بیان ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، "اِذَا ضَاعَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ اَوْ سُرِقَ لَهٗ مَتَاعٌ فَوَجَدَهٗ فِیْ یَدِ رَجُلٍ یَبِیْعُهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَیَرْجِعُ الْمُشْتَرِیْ عَلَی الْبَائِعِ بِالثَّمَنِ۔ جس شخص کا مال ضائع یا چوری ہو جائے اور پھر کسی کو اپنا مال فروخت کرتے دیکھے، تو یہ ہی اس مال کا زیادہ حق دار ہے اور اگر کسی نے اسے خرید لیا ہو، تو وہ مالک کو چیز واپس کر دے اور بیچنے والے سے اپنے پیسے واپس لے۔"

(ابن ماجہ۔باب من سرق لہ......)

چوری کا مال خریدنے کا حکم

معلوم ہونے کے باوجود چوری کا مال خریدنا حرام ہے، بلکہ اگر غالب گمان

ہو کہ سامنے والا چوری کا مال بیچ رہا ہے، تب بھی خریدنا ممنوع ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں، ''چوری کا مال دانستہ خریدنا ''حرام'' ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو، مظنون ہو، جب بھی حرام ہے۔ مثلاً کوئی جاہل شخص کہ اس کے مورثین (یعنی آباء واجداد) بھی جاہل تھے، کوئی علمی کتاب بیچنے کو لائے اور اپنی ملک بتائے، اس کے خریدنے کی اجازت نہیں۔

اور اگر نہ معلوم ہے، نہ کوئی واضح قرینہ، تو خریداری جائز ہے۔ پھر اگر ثابت ہو جائے یہ مال چوری کا مال ہے، تو اس کا ''استعمال حرام'' ہے، بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو، تو اس کے وارثوں کو اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے، تو (اصل مالک کی جانب سے) فقراء کو (صدقہ کر دیں)۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد۷ (جدید)۔ ص ۳۸)

☆/☆☆/☆☆/☆☆/☆

ڈاکے کے احکام

ڈاکے کو عربی میں ''نُھْبَۃ'' کہتے ہیں۔لغوی اعتبار سے اس کی تعریف ہے،

''مَایُؤْخَذُمِنَ الْمَالِ مُغَالَبَۃً۔یعنی کسی کے مال کو غلبہ حاصل کر کے

حاصل کرنا ڈاکہ کہلاتا ہے۔ (معجم لغۃ الفقہاء۔ص ۴۸۹)

شرعی اعتبار سے اس کی وہی تعریف ہے، جو چوری کی ہے، بس اتنا فرق ہے

کہ وہاں اخفاء کی قید تھی، یہاں اعلانیہ اور غلبۃً ہونا شرط ہے۔

ڈاکو پر اجرائے حد کی شرائط

ڈاکو پر اجرائے حد کی چند شرطیں ہیں۔

(1) ان میں اتنی طاقت ہو کہ راہگیران کا مقابلہ نہ کر سکیں۔اب یہ عام

ہے کہ ہتھیار کے ساتھ ڈاکہ ڈالا ہو یا لاٹھی یا پتھر سے۔(ردالمحتار۔جلد۳۔ص ۲۳۳)

(2) شہر سے باہر راہزنی کی ہو یا شہر میں رات کے وقت ہتھیار کے

ذریعے ڈاکہ ڈالا۔ (ایضاً)

(3) دارالاسلام میں ہو۔ (ایضاً)

(4) چوری کے سب شرائط پائے جائیں۔ (ایضاً)

(5) توبہ کرنے اور مال واپس کرنے سے پہلے بادشاہِ اسلام نے ان کو

گرفتار کر لیا ہو۔

ڈاکے کے ثبوت کا طریقہ

ڈاکے کے ثبوت کے وہی طریقے ہیں، جو چوری کے ضمن میں عرض کیے گئے۔ (ردالمحتار۔جلد۳۔ص۲۳۳)

ڈاکوؤں کی سزا کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

"اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْا اَوْ یُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کردیے جائیں۔ یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے، مگر وہ کہ جنہوں نے توبہ کرلی، اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ، تو جان

لوکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ۶ رکوع۹)

نیز ڈاکہ ڈالنے اور ڈاکوؤں کے گرفتار ہو جانے پر چار صورتیں متوقع ہیں۔

(۱) جان و مال کچھ تلف نہ ہوا تھا۔

(۲) مال تلف ہوا، لیکن جان کا بالکل نقصان نہ ہوا تھا۔

(۳) جان تلف ہوئی، لیکن مال کا نقصان نہ ہوا تھا۔

(۴) جان و مال دونوں تلف ہوئے تھے۔

ان چاروں صورتوں کے احکام

پہلی صورت کا حکم:۔

یعنی جب کہ ڈاکہ پڑا، لیکن جان و مال تلف نہ ہوئے اور ڈاکو گرفتار ہو گیا، تو تعزیراً زدوکوب کرنے کے بعد اسے قید کیا جائے گا، یہاں تک کہ توبہ کرے۔ اور فقط زبانی توبہ کافی نہیں، بلکہ جب اس کی حالت قابل اطمئنان ہو جائے، تب آزاد کیا جائے گا۔ اور اگر حالت درست نظر نہ آئے، تو اسے نہ چھوڑیں، یہاں تک کہ مر جائے۔

دوسری صورت کا حکم:۔

یعنی جب کہ مال لوٹا، لیکن کسی جان کا نقصان نہ ہوا، تو ایسی صورت میں اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹیں۔

یوہیں اگر چند اشخاص ہوں اور مال اتنا ہے کہ ہر ایک کے حصے میں دس درہم یا اس کی قیمت کی چیز آئے ،تو سب کے ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ دئے جائیں۔

تیسری صورت کا حکم:۔

یعنی جب کہ مال نہ لوٹا ہو،لیکن کسی مسلمان یا ذمی کو قتل کر دیا،تو ایسی صورت میں اس ڈاکو کو بھی قتل کیا جائے گا۔

چوتھی صورت کا حکم:۔

یعنی جب مال لیا اور جان بھی تلف ہوئی،تو اب حاکمِ اسلام کو چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے۔

(۱) ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالے۔

(۲) ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی دے دے۔

(۳) ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے، پھر عبرت کی غرض سے سولی پر چڑھا دے۔

(۴) صرف قتل کرے۔

(۵) قتل کر کے سولی پر چڑھا دے۔

(۶) فقط سولی دے دے۔ اس صورت میں زندہ سولی پر چڑھایا جائے

گا، پھر پیٹ میں نیزہ گھونپ دیں گے۔ جب مر جائے، تو تین دن لاش کو اسی طرح لٹکے رہنے دیں، پھر ورثہ کے حوالے کر دیں کہ دفن کر دیں۔ ایسے شخص کی نماز جنازہ ادا نہ کی جائے گی۔ (ردالمحتار۔ جلد ۳۔ ص ۲۳۳)

نوٹ:۔

سولی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک سیدھی لکڑی زمین میں گاڑ دی جائے، پھر اس کے نچلے اور اوپر والے حصے میں ایک ایک لکڑی چوڑائی میں باندھ دی جائے، پھر نچلی لکڑی میں ڈاکو کے پیر اور اوپر والی میں ہاتھ اور سیدھی لکڑی میں اس کا بقیہ دھڑ باندھ دیا جائے۔ (ردالمحتار۔ جلد ۳۔ ص ۲۳۴)

مزید مسائل:۔

✿ اگر مال گرفتار شدہ ڈاکوؤں کے پاس موجود ہو، تو مالک کو واپس دلوایا جائے گا۔ اور مال موجود نہیں اور ہاتھ پاؤں کاٹ دئے گئے یا قتل کر دیا گیا، تو اب تاوان نہیں۔ یوہیں راہگیروں کو زخمی کرنے یا انہیں مار ڈالنے کا بھی معاوضہ نہیں دلوایا جائے گا۔

✿ ڈاکوؤں میں سے فقط کسی ایک نے قتل کیا.. یا.. مال لیا.. یا.. ڈرایا.. یا.. سب کچھ کیا، تو اس صورت میں جو سزا ہوگی، وہ صرف اسی ایک کی نہ ہوگی، بلکہ سب کو پوری سزا دی جائے گی۔

✿ ڈاکوؤں نے قتل نہ کیا، لیکن مال لیا اور زخمی کیا، تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور زخم کا کچھ معاوضہ نہیں۔

☼ اگر فقط زخمی کیا یعنی نہ مال لیا اور نہ قتل کیا، تو اس صورت میں حد نہیں۔ یونہی اگر قتل کیا اور مال لیا، لیکن گرفتاری سے قبل توبہ کرلی اور مال واپس دے دیا.. یا..ان میں کوئی غیر مکلف.. یا..گونگا.. یا..راہگیر کا قریبی رشتہ دار ہو، تو ان تمام صورتوں میں حد نہیں۔

واللہ اعلم بالصّواب

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆

دودھ کے رشتوں اور حقوق زوجین کی پہچان کروانے کے سلسلے میں
ایک بے حد معاون تحریر

دودھ کے رشتے
اور میاں بیوی
کے حقوق

مؤلف
مفتی محمد اکمل
دامت برکاتھم العالیہ

ناشر
مکتبہ اعلیٰ حضرت، دکان نمبر 4، دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

پیش لفظ

شرعی مسائل کو عام فہم طرزِ تحریر کے ذریعے عوام وخواص کی خدمت میں پیش کیے جانے کا مخلصانہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ یہ رسالہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں دودھ کے رشتوں اور زوجین کے حقوق کی تفصیل پر مشتمل ایک اہم تحریر ہے۔

بسا اوقات خواتین، قریبی رشتے داروں کے بچوں کو روتا دیکھ کر اپنا دودھ پلا دیا کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں بہت سے رشتے دار ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں اور ان کا باہم نکاح ممکن نہیں رہتا، لیکن مسائل سے ناواقفی کی بناء پر ممنوعہ رشتے قائم ہو جاتے ہیں اور گناہ کا ایک عظیم سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس وقت حرمت کا معلوم چلتا ہے کہ جب سر سے پانی بہت اونچا ہو چکا ہوتا ہے۔ نتیجۃً کئی خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اور بہت سوں کی زندگی کا سکون وچین تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔ نیز اپنے بچوں کو کب تک دودھ پلایا جا سکتا ہے، اس سے بھی اکثر مسلمان بہنوں کی عدمِ واقفیت دیکھی گئی ہے۔

یونہی ایک دوسرے کے حقوق معلوم نہ ہونے کی بناء پر زوجین کے درمیان نااتفاقیوں اور لڑائی جھگڑوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ بھی کسی پر مخفی نہیں۔

انہی امور پر توجہ کرتے ہوئے مفتی محمد اکمل مدظلہ نے یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے۔ ہم سب قارئین کو کوشش کرنی چاہیئے کہ مفتی صاحب کی اس سعی کا خیر مقدم کرتے ہوئے، اس رسالے کو جتنا زیادہ سے زیادہ عام کر سکتے ہوں کرنے کی کوشش کریں، تاکہ معاشرے سے برائیوں اور جہالت کا خاتمہ کرنے والوں میں ہمارا نام بھی شامل ہو جائے۔

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)

محمد اجمل قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی خیر خلقہ وحبیب ربہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

سوال(1):۔

اپنے بچوں کو کس عمر تک دودھ پلایا جا سکتا ہے؟...اور دودھ پلانے کی مدت کو شرعی لحاظ سے کیا کہا جاتا ہے؟...

جواب:۔

دو برس تک۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،"وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۔اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں،اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے۔" (پ۲۔بقرہ۔۲۳۳)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،"وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاط۔ اور اسے (یعنی بچے کو) اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔"

(پ۲۶۔الاحقاف۔۱۵)

اس آیتِ پاک سے معلوم ہوا کہ حمل اور دودھ پلانے کی کل مدت "تیس(30) ماہ" ہے۔اب اگر اس میں سے مدتِ حمل نکال دی جائے،تو دودھ پلانے کی مدت خود بخود حاصل ہو جائے گی۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ پچھلی آیت پر غور کریں۔اس سے دودھ پلانے کی

مدت دوسال (24 ماہ) معلوم ہوئی، لھذا بعد والی آیت میں ذکر کردہ تیس (30 ماہ) میں سے "24" نکالنے پر بقیہ چھ (6) ماہ بچے۔ معلوم ہوا کہ کم از کم مدتِ حمل ۶ ماہ ہے۔

اور اس مدت کو "مدتِ رضاعت" کہتے ہیں۔

سوال (2):۔

سنا ہے کہ لڑکی کو دو برس، جب کہ لڑکے کو ڈھائی برس تک دودھ پلایا جاسکتا ہے؟...

جواب:۔

جی نہیں، یہ عوام میں غلط مشہور ہے۔ دونوں کی مدتِ رضاعت دوسال ہے۔ اس کے بعد دودھ پلانا ناجائز وحرام ہے۔ (بہارِ شریعت۔ حصہ ۷۔ ص ۲۰)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے،

عورت کا دودھ پینے کے لئے صرف زمانہ شیر خواری ہے، اس زمانے کے بعد ناجائز وحرام ہے، اگر چہ ماں اپنے بچے کو دودھ پلائے۔ (جلد ۲۔ ص ۹۶)

سوال (3):۔

کیا شوہر عورت کو دودھ پلانے سے منع کرسکتا ہے؟...

جواب:۔

اگر عورت کسی دوسرے کے بچے کو پلا رہی ہے، تو یقیناً کرسکتا ہے۔ اور اگر خود اسی کا بچہ ہے، تو دو برس کے اندر اندر عورت کو نہ پلانے پر مجبور نہیں کرسکتا، اس کے بعد جائز ہے۔ (ردالمحتار۔ جلد ۲۔ ۴۳۸)

سوال (4):۔

سنا ہے کہ اگر کوئی عورت کسی دوسرے کے بچے کو اپنا دودھ پلادے، تو اب اس عورت یا اس کے بچوں کا، دودھ پینے والے بچے سے نکاح نہیں ہوسکتا؟...

جواب:۔

جی ہاں، آپ نے بالکل درست سنا ہے۔وجہ یہ ہے کہ مدتِ رضاعت کے اندر اندر دودھ پلادینے کی بناء پر یہ عورت اس بچے کی رضاعی والدہ بن چکی ہے اور رضاعی والدہ سے نکاح حرام ہے۔جن عورتوں سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے ،ان کا بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

"وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ ۔اور تمہاری مائیں جنہوں نے (تمہیں) دودھ پلایا۔ (پ۴۔النساء۔۲۳)

اب چونکہ یہ عورت اس بچے کی رضاعی والدہ ہے، لھذا اس عورت کے بچے، دودھ پینے والے بچے کے رضاعی بھائی، بہن بن گئے ۔نتیجۃً جس طرح سگے بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح حرام ہوتا ہے، اسی طرح ان سے بھی حرام قرار پائے گا، کیونکہ سید دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد گرامی ہے،

"ان اللہ حرم من الرضاع ماحرم من النسب ۔یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے رضاع کے باعث اسے حرام فرمادیا، جو نسب کی وجہ سے حرام ہے۔(ترمذی۔کتاب الرضاع)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''بچے نے جس عورت کا دودھ پیا،وہ اس بچے کی ماں ہوجائے گی...

اور...اس کا شوہر اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہوجائے گا...اور...عورت کی تمام اولادیں، اس بچے کے بھائی بہن، خواہ اسی شوہر سے ہوں یا کسی دوسرے شوہر سے ،اس بچے کے دودھ پینے سے پہلے پیدا ہوگئے تھے یا بعد میں پیدا ہوئے یا ساتھ ہی...اور...عورت کے بھائی ماموں اور اس کی بہن خالہ۔

یوہیں اس شوہر کی اولادیں،خواہ اسی عورت سے ہوں ،جس نے دودھ پلایا یا کسی دوسری عورت سے ،اس کے بھائی بہن اور شوہر کے بھائی اس کے چچا اور اس کی بہنیں اس کی پھوپیاں۔

یوہیں شوہر و بیوی میں سے ہر ایک کے ماں باپ،اس بچے کے دادا دادی، نانا نانی ہوں گے۔ (جلد۱۔ص۳۴۳)

لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ''دودھ پلانے''..اور.. ''اس دودھ کی وجہ سے بعض رشتوں کے حرام ہوجانے'' کی مدت میں فرق ہے۔ چنانچہ دودھ پلانے کی مدت تو دو سال ہے،لیکن اگر کسی عورت نے کسی بچے کو اس کی ڈھائی سال کی عمر تک بھی دودھ پلا دیا،تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،''وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط۔

اور اسے (یعنی بچے کو) اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔''

(پ۲۶۔الاحقاف۔۱۵)

دودھ پلانے سے پیدا ہونے والی حرمت کے ثبوت کے لئے اس آیت

پاک کو احتیاطاً دلیل بنایا گیا ہے، کیونکہ یہاں یہ بھی ممکن ہے کہ حمل اور دودھ چھڑانے ، دونوں کی مدت علیحدہ علیحدہ ذکر کی گئی ہو۔ جیسے کسی نے زید اور بکر کو قرضہ دیا، پھر ان دونوں سے یوں کہا کہ ''میں تم دونوں کو قرضہ ادا کرنے کے لئے ایک سال کی مہلت دیتا ہوں۔''.... یقیناً اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ ایک سال کی مہلت دی گئی ہے، یہ نہیں کہ ایک سال کی مدت کو دونوں پر چھ چھ ماہ کی صورت میں تقسیم کر دیا جائے۔

پس اس اعتبار سے ذکر کردہ آیت میں مدتِ حمل اور دودھ پلانے کے لئے مدت، ڈھائی ڈھائی سال ثابت ہوگی۔

نوٹ:۔

چونکہ کسی دوسرے کے بچے کو مدتِ رضاعت میں دودھ پلا دینے کے سبب بہت سے رشتے آپس میں حرام ہو جاتے ہیں، لھذ عورت کو یہ یاد رکھنا بے حد ضروری ہے کہ اس نے کس کس بچے کو دودھ پلایا تھا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''عورتوں پر لازم ہے کہ بلاضرورت ہر بچے کو دودھ نہ پلا دیا کریں، اور اگر وہ ایسا کریں، تو انہیں چاہیئے کہ اسے یاد رکھیں یا کسی جگہ لکھ کر رکھ لیں۔ (جلد۱۔ص ۳۴۵)

سوال (5):۔

ایک عورت مثلاً شاہدہ نے کسی دوسری عورت کی بچی کو مدتِ رضاعت (یعنی دوسال) کے اندر اندر دودھ پلا دیا۔ اب وہ بچی جوان ہو چکی ہے، تو کیا شاہدہ کا شوہر اس بچی سے نکاح کر سکتا ہے؟....

جواب:۔

جواب سے پہلے ایک اصول سمجھنا بے حد ضروری ہے۔اور وہ یہ کہ جب عورت ماں بنتی ہے،تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بچے کی خوراک کے ابتدائی انتظام کے طور پر عورت کے پستانوں سے دودھ جاری ہو جاتا ہے۔اگر تھوڑا سا غور کیا جائے ،تو یقیناً ظاہر ہوگا کہ مرد کے اس عورت سے وطی (coition) کرنے کی بناء پر اولاد کی پیدائش کے اسباب پیدا ہوئے ،جس کی وجہ سے عورت کے دودھ اترا۔نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کے دودھ اترنے کا اصل سبب،شوہر ہے۔

پس اب ضابطہ یہ ہے کہ جس شوہر کی جس وطی (coition) کی وجہ سے دودھ پیدا ہوا،اگر اس وطی سے کوئی اولاد بھی پیدا ہوئی،تو اب دودھ پینے والی اس بچی کا نکاح،اس شوہر سے نہیں ہوسکتا،کیونکہ یہ اس بچی کا رضاعی باپ ہے۔

اور اگر اس نے وطی کی، پھر اس سے دودھ اترا.. یا..نہ اترا،لیکن اس وطی سے اولاد پیدا نہ ہوئی،تو اب یہ بچی اس پر حرام نہ ہوگی۔بعدِ بلوغت اس سے نکاح جائز ہے۔

اور اگر اس شوہر کی دوسرے بیوی سے کوئی لڑکا ہے،تو اس سے بھی بچی کا نکاح ہوسکتا ہے۔

جوہرہ نیرہ میں ہے،

''مرد نے عورت سے جماع کیا اور اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی،مگر دودھ اتر آیا،تو جو بچہ یہ دودھ پیئے گا،عورت اس کی ماں ہو جائے گی۔مگر شوہر اس کا باپ نہیں،لھذا شوہر کی اولاد، جو دوسری بیوی سے ہے،اس سے اس بچی کا نکاح ہوسکتا ہے۔(جلد۲_۹۶)

سوال (6):۔

ایک عورت کا اپنے شوہر زید کی وجہ سے دودھ اترا، اس نے کسی بچے کو پلا دیا۔ پھر اس نے زید کے مرجانے پر بکر سے نکاح کیا، اس سے اترنے والے دودھ کو کسی بچی کو پلا دیا، تو کیا دو الگ الگ شوہروں کی وجہ سے پیدا ہونے والا دودھ پلانے کی بناء پر بھی یہ بچے آپس میں بھائی بہن قرار پائیں گے؟...

جواب (7):۔

جی ہاں۔ درمختار میں ہے،

''ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا، ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، تو یہ بہن بھائی ہیں اور ان کا آپس میں رشتہ حرام ہے۔ اگرچہ ایک کے وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے کے وقت میں دوسرے کا۔ (جلد ا۔ص ۲۱۳)

سوال (8):۔

اگر شازیہ نے اپنے رشتے دار کی بچی کو دودھ پلایا۔ پھر اس کے تقریباً دو سال بعد، دوسرے رشتے دار کے بچے کو مدتِ رضاعت میں دودھ پلا دیا، تو کیا ان دونوں رشتہ داروں کے بچے بھی آپس میں بھائی بہن ہو جائیں گے؟...

جواب:۔

جی ہاں۔ ایک عورت کا، مدتِ رضاعت میں، جتنے بھی بچے دودھ پئیں گے، سب آپس میں بھائی بہن ہو جائیں گے، چاہے ان دونوں کو دودھ پلانے کے دوران کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔

درمختار میں ہے،

''ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا، ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، تو یہ بہن بھائی ہیں اور ان کا آپس میں رشتہ حرام ہے۔ اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو، بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو۔ (جلد۱۔ص۳۱۲)

سوال(9):۔

اگر دو بچوں نے مدتِ رضاعت میں کسی گائے یا بکری کا دودھ پیا، تو کیا اب بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی؟...

جواب:۔

جی نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''رضاع (یعنی دودھ کا رشتہ) عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے، جانور کا دودھ پینے سے نہیں۔ (جلد۱۔ص۳۴۴)

سوال(10):۔

کیا کسی کنواری.. یا.. بڑھیا.. یا.. مردہ عورت کا دودھ پیا، تو اس سے بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی؟...

جواب:۔

جی ہاں۔ درمختار میں ہے،

''کنواری یا بڑھیا کا دودھ پیا، بلکہ مردہ عورت کا دودھ پیا، جب بھی رضاعت ثابت ہے۔'' (جلد۱۔ص۳۱۳)

لیکن جوہرہ نیرہ میں ہے کہ

''اگر نو(9) برس سے چھوٹی لڑکی کا دودھ پیا، تو رضاعت ثابت نہیں۔

(جلد۲۔۹۸)

سوال(11):۔

کسی عورت کے زناء کی وجہ سے دودھ اترا، اس نے کسی بچی کو پلا دیا، تو کیا یہ بچی زانی پر حرام ہوگی؟...

جواب:۔

جی ہاں۔ جوہرہ نیرہ میں ہے،

''جس عورت سے زناء کیا اور بچہ پیدا ہوا، اس عورت کا دودھ جس بچی نے پیا، وہ زانی پر حرام ہے۔'' (جلد۲۔۹٦)

سوال(12):۔

ایک عورت کسی بچے کے بارے میں دعویٰ کرتی ہے کہ میں نے اسے مدتِ رضاعت میں دودھ پلایا تھا، تو کیا اس کی بات مان لی جائے گی؟...

جواب:۔

اگر ظاہر حال اس کی بات کو نہ جھٹلا رہا ہو، تو احتیاطاً اس کی بات مانی جا سکتی ہے۔ ظاہر حال کے جھٹلانے کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ ایک عورت پاکستان میں رہ کر مصر میں پیدا ہونے والے کسی بچے کے بارے میں یہی دعویٰ کرے، حالانکہ اس نے کبھی بھی مصر کا سفر نہیں کیا، اور نہ ہی وہ بچہ مدتِ رضاعت میں پاکستان آیا۔

اور احتیاطاً کا لفظ اس لئے کہا گیا کہ رضاعت کے ثبوت کے لئے شرعی معیار تو یہی ہے کہ نیک و پرہیز گار دو مرد.. یا.. ایک مرد اور دو عورتیں اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے دودھ پلایا گیا ہے، لیکن اگر فقط عورتیں یا دودھ پلانے والی ہی

خبر دے رہی ہو، تو مان لینے میں حرج نہیں کہ اگر سچ کہہ رہی ہوں اور ان کی بات نہ مانی جائے اور رضاعی بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح کر دیا جائے، تو گناہ کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

جوہرہ نیرہ میں ہے،

''رضاع کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں، اگر چہ وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہو، فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا، مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کر لی جائے۔ (جلد۲۔۹۹)

نیز عالمگیری کا یہ مسئلہ بھی پیش نظر رہنا چاہیئے کہ

''مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا، اب کوئی عورت آ کر کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ اگر شوہر یا دونوں میاں بیوی اس کے کہنے کو سچ سمجھتے ہوں ، تو نکاح ٹوٹ گیا۔ اور اگر اسے جھوٹا سمجھتے ہوں اور وہ عورت نیک پرہیز گار ہو، تو اب بھی بہتر جدائی اختیار کرنا ہی ہے (لیکن جدائی لازم نہیں)۔

اور اگر شوہر ایسی عورت کو جھٹلاتا ہے، لیکن اس کی زوجہ، اس کی تصدیق کرتی ہے، تو نکاح فاسد نہیں۔ مگر ایسی صورت میں زوجہ، شوہر سے قسم لے سکتی ہے (یعنی اس سے مطالبہ کر سکتی ہے کہ تم قسم کھاؤ کہ یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے) اگر شوہر قسم کھانے سے انکار کر دے، تو ان کے درمیان جدائی کروا دی جائے گی۔ (جلد۱۔ص۳۴۷)

سوال (14):۔

کیا کسی مرد نے جان بوجھ کر یا غلطی سے اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا، تو کیا یہ ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں گے اور ان کے درمیان بھی جدائی کروانا لازم ہوگا؟...

جواب:۔

جان بوجھ کر ایسا کرنا ناجائز وگناہ ضرور ہے، لیکن اس سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

درمختار میں ہے،

''شوہر نے اپنی زوجہ کا دودھ پیا، تو نکاح میں کوئی فرق نہ آیا، چاہے حلق سے نیچے ہی کیوں نہ اتر گیا ہو۔ (جلد۔۲۱۴)

اور فتاویٰ امجدیہ میں ہے،

''جب شوہر کی عمر ڈھائی برس سے زیادہ کی ہو، تو زوجہ کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، مگر گناہ وناجائز ہوگا۔ (جلد۲۔ص۶۹)

سوال (15):۔

کیا رضاعت کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ عورت نے دودھ پلانے کے لئے اپنے شوہر یا بچے کے والدین سے اجازت لی ہو؟...

جواب:۔

جی نہیں، اگر شوہر اور بچے کے والدین سے اجازت لئے بغیر بھی دودھ پلایا، تو رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ (فتاویٰ امجدیہ۔جلد۲۔ص۹۲)

سوال (16):۔

رضاعت ثابت ہونے کے لئے کتنی مقدار میں دودھ پلانا ضروری ہے؟...

جواب:۔

درمختار میں ہے،

''دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، اگر چہ قلیل مقدار میں ہی کیوں نہ ہو۔'' (جلد۱۔ص۲۱۲)

سوال(17):۔

ایک عورت نے سوتے میں اپنی بہن کے بچے میں اپنا پستان داخل کیا، لیکن اسے یاد نہیں کہ بچے نے دودھ پیا تھا یا نہیں، تو کیا یہ اس کی رضاعی والدہ ہو گئی؟...

جواب:۔

جی نہیں۔ فتاویٰ امجدیہ میں بحوالہ درمختار وردالمحتار ہے،

''اگر عورت نے پستان بچے کے منہ میں دیا، مگر یہ علم نہ ہوا کہ پیا.. یا نہیں، تو اس صورت میں رضاعت ثابت نہ ہوئی، کیونکہ رضاعت کے لئے فقط پستان کا منہ میں لینا کافی نہیں، بلکہ دودھ پینا ضروری ہے اور یہاں دودھ پینے میں شک ہے اور شک سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔'' (جلد۲۔ص۹۷)

لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ دودھ پلانے والی کی اولاد سے اس بچے کا رشتہ نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆
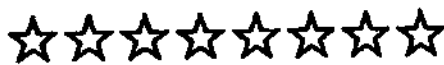
میاں بیوی کے حقوق

بہارِ شریعت (ساتویں حصے) میں مولانا امجد علی قادری رضوی (رحمہ اللہ) تحریر فرماتے ہیں،

''آج کل عام شکایت ہے کہ میاں بیوی میں نااتفاقی ہے۔ مرد کو عورت سے شکایت ہے، تو عورت کو مرد سے۔ ہر ایک دوسرے کے لئے بلائے جان ہے اور جب اتفاق نہ ہو، تو زندگی تلخ اور نتائج نہایت خراب۔ آپس کی نااتفاقی دنیا کی خرابی کے علاوہ دین بھی برباد کر دینے والی ہے۔ اس نااتفاقی کا اثر بدانہیں تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اولاد پر بھی پڑتا ہے۔ اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے، نہ ماں کی عزت۔

اس نااتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے۔ مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر کے رکھے اور عورت یہ چاہتی ہے کہ مرد میرا غلام رہے، جو میں چاہوں، وہ ہو، چاہے کچھ ہو جائے، مگر بات میں فرق نہ آئے''...جب ایسے خیالاتِ فاسدہ طرفین میں پیدا ہوں گے، تو کیونکر نبھ سکے گی۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق و عادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی کا نتیجہ ہے۔

قرآن میں جس طرح یہ حکم آیا ہے کہ ''اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ مرد افسر ہیں عورتوں پر۔ (النساء ۳۱)...

جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے، اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ''

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔ (النساء۱۹)...
جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔

اس موقع پر ہم بعض احادیث ذکر کریں گے، جن سے ہر ایک کے حقوق کی معرفت حاصل ہوگی۔ چنانچہ مرد کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کے ذمے عورت کے کیا کیا حقوق ہیں اور پھر انہیں ادا کرنے کی کوشش کرے اور عورت، شوہر کے حقوق دیکھے اور اسے پورا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حقوق سے سروکار نہ رکھے اور یہی فساد کی جڑ ہے اور یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ہر ایک دوسرے کی بیجا باتوں کا تحمل کرے اور اگر کسی موقع پر دوسری جانب سے زیادتی ہو، تو فساد پر آمادہ نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سلجھی ہوئی بات بھی الجھ جاتی ہے۔

شوہر کے حقوق پر مشتمل احادیث:۔

(1) رسول اکرم (ﷺ) کا ارشاد ہے کہ اگر شوہر عورت کو بلائے اور وہ انکار کردے اور شوہر غصے میں رات گزارے، تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ اور دوسرے روایت میں ہے کہ جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس عورت سے ناراض رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(2) سید الانبیاء (ﷺ) کا ارشاد ہے، ”عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔ (حاکم)

(3) رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے، ”اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے

لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (نسائی)

(4) حبیبِ کبریا ارشاد فرماتے ہیں، "اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ کرے، تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہیں کر سکتی، جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کرے۔ (امام احمد)

(5) سیدِ دو عالم (ﷺ) فرماتے ہیں، "اگر انسان کا انسان کے لئے سجدہ کرنا درست ہوتا، تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، کہ اس کا اس کے ذمے بہت بڑا حق ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں، جن سے پیپ اور خون بہتا ہو، پھر عورت اسے چاٹے، تو حق شوہر ادا نہ کیا۔ (امام احمد)

(6) سید الکونین (ﷺ) فرماتے ہیں، "جب عورت دنیا میں اپنے شوہر کو اذیت دیتی ہے، تو حور عین کہتی ہیں، خدا تجھے غارت کرے، اسے ایذا نہ دے، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر میرے پاس آئے گا۔ (ترمذی)

(7) مخبرِ اعظم (ﷺ) کا فرمان ہے، "عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی، جب تک حق شوہر ادا نہ کرے۔ (طبرانی)

(8) رحمتِ عالم (ﷺ) کا ارشادِ گرامی ہے، "جو عورت، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور شوہر کا حق ادا کرے، اسے نیک کام یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے، تو جنت میں اس کے اور شہیدوں کے درمیان ایک درجے کا فرق ہوگا۔ پھر اگر اس کا شوہر صاحبِ ایمان اور نیک ہے، تو وہ عورت جنت میں بھی

اس کی بیوی ہوگی، ورنہ (یعنی اگر ایمان کی حالت میں رخصت نہ ہوا) تو شہیدوں میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔ (طبرانی)

(9) سید الانبیاء والملائکہ (ﷺ) فرماتے ہیں، ''شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس سے نہ روکے (یعنی جب بلائے، فوراً حاضر ہوجائے)، سوائے فرض کے کسی اور دن اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے، اگر ایسا کیا، تو گناہ گار ہوئی اور بغیر اجازتِ شوہر اس کا کوئی (نفل) عمل مقبول نہیں۔ اگر عورت نے کیا، تو ثواب شوہر کے لئے ہوگا اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے باہر نہ نکلے، اگر ایسا کرے گی، تو جب تک توبہ کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔'' عرض کی گئی، اگرچہ شوہر ظالم ہو؟... فرمایا، اگرچہ ظالم ہو (یعنی شوہر کے ظلم معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد ہے، اسے بنیاد بنا کر عورت کا نافرمانی میں مبتلاء ہونا جائز نہیں)۔ (ابوداؤد)

(10) سرکارِ مدینہ (ﷺ) فرماتے ہیں، ''عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اس کی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں نہ آنے دے، جس کا آنا شوہر کو ناپسند ہو۔ (طبرانی)

(11) رحمت اللعلمین (ﷺ) کا عورتوں سے ارشاد ہے کہ اے عورتو! خدا سے ڈرو اور شوہر کی رضامندی کی تلاش میں رہو، اس لئے کہ اگر عورت کو معلوم ہوتا کہ شوہر کا کیا حق ہے، تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا، یہ کھڑی رہتی۔

(حلیہ لابی نعیم)

(12) سید المرسلین (ﷺ) فرماتے ہیں، ''عورت جب پانچوں نمازیں

پڑھے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت اور شوہر کی اطاعت کرے، تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (حلیہ لابی نعیم)

(13) خاتم النبیین (ﷺ) کا فرمان ہے کہ جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر اس سے راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی)

(14) شفیع المذنبین (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں، تین اشخاص ایسے ہیں، جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور کسی نیکی کو بلند نہیں ہونے دیا جاتا۔ بھاگا ہوا غلام، جب تک اپنے آقا کے پاس لوٹ کر نہ آئے۔ وہ عورت کہ جس کا شوہر اس سے ناراض ہے۔ نشے والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (شعب الایمان)

بیوی کے حقوق پر مشتمل احادیث:۔

(1) راحتِ قلب وسینہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں ہیں اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی، سب سے اوپر والی ہے، اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا، تو اسے توڑ دے گا اور اگر ایسے ہی رہنے دے، تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔ (بخاری۔ مسلم)

(2) سید الانس والجان (ﷺ) فرماتے ہیں، عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، وہ تیرے لئے کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی، اگر تو اسے برتنا چاہے، تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے، تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔ (مسلم)

(3) مدنی آقا (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں، ''مسلمان مرد، مومنہ عورت

سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے، تو دوسری اچھی معلوم ہو گی (یعنی اس کی تمام عادتیں خراب نہ ہوں گی، بلکہ اچھی بری ہر طرح کی عادات ہوں گی، چنانچہ مرد کو یہ نہ چاہیئے کہ خراب عادت ہی کو دیکھتا رہے، بلکہ بری سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی جانب نظر رکھے۔) (مسلم)

(4) سرکارِ نامدار (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں، تم میں اچھے وہ لوگ ہیں، جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔ (مسلم)

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆

سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے، تو دوسری اچھی معلوم ہوگی (یعنی اس کی تمام عادتیں خراب نہ ہوں گی، بلکہ اچھی بری ہر طرح کی عادات ہوں گی، چنانچہ مرد کو یہ نہ چاہیئے کہ خراب عادت ہی کو دیکھتا رہے، بلکہ بری سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی جانب نظر رکھے۔) (مسلم)

(4) سرکارِ نامدار (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں، تم میں اچھے وہ لوگ ہیں، جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔ (مسلم)

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆

من جانبِ اللہ، وقتی یا دائمی طور پر حرام کردہ عورتوں کی معرفت پر مشتمل ایک نفیس تحریر

یہ عورتیں حرام ہیں

مؤلف

مفتی محمد اکمل

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت، دکان نمبر (4) دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

پیشِ لفظ

نکاح، سنتِ رسول (ﷺ) ہے، لیکن اسی وقت کہ جب سنت کے مطابق کیا جائے۔ بسا اوقات شرعی معلومات سے ناواقفی کی بناء پر نکاح سنت نہیں، بلکہ حرام ہو جاتا ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں، جن میں سے ایک سبب ان عورتوں کی معرفت نہ ہونا بھی ہے کہ جن سے انسان نکاح کا ارادہ رکھتا ہے۔

اس رسالے میں ان ہی خواتین کا بیان ہے کہ جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے ..یا.. وقتی طور پر ممنوع ہے۔ ان مسائل کا جاننا ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے، تاکہ اس سلسلے میں اغلاطِ کثیرہ سے محفوظ رہنا ممکن ہو سکے۔

مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے شرعی مسائل کے حل کے سلسلے میں اس سے قبل بھی کئی رسائل بعدِ اشاعت، عام فہم ہونے کی بناء پر، عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس رسالے کو بھی انشاء اللہ عزوجل ویسا ہی پایا جائے گا۔

قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ عوام الناس کو مسائل شرعیہ سے روشناس کرانے کے لئے ان رسائل کو عام کرنے کی سعی کیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین (ﷺ)

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)

محمد اجمل عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی خیر خلقہ وحبیب ربہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

سوال(1):۔

ایک مسلمان پر کن کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔؟...

جواب:۔

عورتوں کی تعداد متعین کرنا تو بے حد مشکل ہے۔ہاں یہ اصول جاننا مفید رہے گا کہ نو(9) اسباب میں سے کسی ایک کی موجودگی، عورت کے حرام ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔

(1) نسب۔

(2) مصاہرت۔

(3) محارم کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا۔

(4) بیوی کا شوہر..یا..شوہر کا بیوی کا مالک ہو جانا۔

(5) شرک۔

(6) آزاد عورت کے زوجیت میں ہونے کے باوجود باندی سے نکاح۔

(7) عورت کے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہونا۔

(8) شرعی تعداد۔

(9) رضاعت۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

﴿ان سب کی تفصیل﴾

(1) **نسب**:۔

سوال (1):۔

نسب کی وجہ سے کون کون سی عورتیں حرام ہوتی ہیں؟...

جواب:۔

یہ سات قسم کی عورتیں۔

(i) ماں۔ (ii) بیٹی۔ (iii) بہن۔ (iv) پھوپھی۔ (v) خالہ۔

(vi) بھتیجی۔ (vii) بھانجی۔ ﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال (2):۔

ان سب کے حرام ہونے پر کیا دلیل ہے؟...

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان،

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ۔ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں۔ (پ۴۔النساء۲۳)

سوال (3):۔

آپ نے ان عورتوں میں دادی ونانی کا ذکر نہیں کیا؟...

جواب:۔

دراصل آیتِ پاک میں ماں سے مراد انسان کی اصل ہے یعنی ہر وہ عورت جسے انسان کی پیدائش کا سبب واصل قرار دیا جاسکے۔چنانچہ ماں کے حکم میں دادی ونانی بھی شامل ہوگئیں۔

سوال(4):۔

یونہی پوتی ونواسی کاذکر بھی موجود نہیں؟...

جواب:۔

یہاں بھی وہی جواب ہے کہ بیٹی سے مراد ہر وہ لڑکی ہے، جسے انسان کی اولاد میں سے قرار دیا جاسکے۔چنانچہ بیٹی کہنے سے بیٹی وپوتی کا حکم بھی معلوم ہوگیا۔

سوال(5):۔

کیاسوتیلی بہن بھی اسی حکم میں داخل ہے؟...

جواب:۔

حقیقی بہن کی طرح،سوتیلی بہن سے نکاح حرام ہے۔بشرطیکہ باپ دونوں کاایک ہواور مائیں دو: یا..ماں ایک ہواور باپ دو۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کاایک لڑکا تھا،اس کی زوجہ کا انتقال ہوگیا۔اس نے شاہدہ سے دوسری شادی کی،جس کے پاس پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے،تو اب اگرچہ یہ دونوں لڑکا،لڑکی آپس میں سوتیلے بہن بھائی کہلائیں گے،لیکن

چونکہ دونوں کے ماں باپ ایک نہیں، بلکہ علیحدہ علیحدہ ہیں، چنانچہ ان کا آپس میں رشتہ جائز ہے اور نکاح سے قبل پردہ واجب۔

سوال(6):۔

کیا زناء سے پیدا ہونے والی لڑکی سے زانی کا نکاح ہو سکتا ہے؟...

جواب:۔

جی نہیں، یہ شرعی لحاظ سے اس کی بیٹی ہے، اگر چہ بچی کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا۔ سید الانبیاء (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں، ''بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ (رواہ البخاری) ﴿فتاوی عالمگیری جلد اول .بیان المحرمات﴾

(2) مصاہرت:۔

سوال(7):۔

مصاہرت کا کیا مطلب ہوتا ہے؟...

جواب:۔

لغوی اعتبار سے اس کا معنی ''داماد بننا'' ..یا..''سسر بننا'' ہے۔ چنانچہ حرمتِ مصاہرت سے مراد وہ حرمت ہوگی، جو دامادی کے رشتے کی بناء پر پیدا ہوتی ہے۔

سوال(8):۔

مصاہرت کی وجہ سے کون سی عورتیں حرام ہوتی ہیں؟...

جواب:۔

جب شوہر اپنی زوجہ سے وطی (coition) کرلے، تو اس پر اس عورت کی ماں (یعنی ساس)، دادیاں، نانیاں، بیٹیاں وغیرھا حرام ہو جاتی ہیں۔

سوال(9):۔

اس پر کیا دلیل ہے؟...

جواب:۔

حرام عورتوں کا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

''وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۔اورعورتوں کی مائیں اوران کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔

(پ۴۔النساء۲۳)

سوال(10):۔

اگر عورت سے شادی کی، لیکن وطی سے قبل ہی جدائی ہوگئی، تو کیا اب بھی اس عورت کی لڑکی (یعنی جو دوسرے شوہر سے ہو)، اس شوہر پر حرام ہوگی؟...

جواب:۔

بغیر دخول طلاق کی صورت میں، عورت کی لڑکی، اس شوہر پر حرام نہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

''فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں۔

(پ۴۔النساء۲۳)

سوال(11):۔

کیا خلوتِ صحیحہ[1] سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟...

جواب:۔

جی ہاں۔ ﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(12):۔

کیا وطی کے علاوہ کسی اور فعل سے بھی یہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟...

جواب:۔

جی ہاں، وطی کے علاوہ شہوت کے ساتھ چھونے، بوسہ لینے، فرج داخل کی جانب نظر کرنے، گلے لگانے، دانت سے کاٹنے، یہاں تک سر کے بالوں کو بشہوت چھونے سے بھی حرمت ہو جاتی ہے۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(13):۔

اگر سر یا بدن کو بشہوت چھوا، لیکن درمیان میں کوئی کپڑا حائل تھا، تو کیا اب بھی حرمت ثابت ہو گی؟...

جواب:۔

اگر کپڑا اتنا موٹا ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہو رہی، تو اب حرمت ثابت نہ گی، ورنہ ہو جائے گی۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

---

[1]: خلوتِ صحیحہ کا مطلب صفحہ 17... پر ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۲منہ)

سوال(14):۔

کسی نے عورت سے زناء کیا،تو کیااب بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوگی؟...

جواب:۔

جی ہاں،جس عورت سے مرد نے زناء کیا،اس کی ماں اور لڑکیاں،اس پر حرام ہیں،یوں ہی وہ عورت زانیہ بھی اس کے باپ اور بیٹے پر حرام ہوجائے گی۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(15):۔

اگر عورت کو چھوتے وقت شہوت نہ تھی،بعد میں پیدا ہوئی،تو کیا حکم ہوگا؟...

جواب:۔

ہاتھ جدا ہونے کے بعد پیدا ہونے والی شہوت،حرمت کا سبب نہیں بن سکتی۔ ﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(16):۔

یہاں شہوت سے کیا مراد ہے؟...

جواب:۔

جوان کے لئے شہوت سے مراد یہ ہے کہ چھونے پر آلہ تناسل (penis) میں انتشار پیدا ہوجائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا،تو اب زیادہ ہوجائے۔

اور بوڑھے اور عورت کے لئے یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو،تو اس میں زیادتی ہوجائے۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(17):۔

اگر کسی نے عورت کو چھوا.. یا.فرج داخل پر نظر کی اور انزال ہوگیا، تو کیا حکم ہوگا؟...

جواب:۔

انزال کی صورت میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ یہاں یہ اصول جاننا بے حدمفید رہے گا کہ اصل یہی ہے کہ حرمتِ مصاہرت، وطی کرنے کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔لیکن فقہائے احناف (رحمہم اللہ) نے ہراس فعل کو وطی کے قائم مقام قرار دیا ہے، جو وطی تک پہنچادینے والا ہو۔یعنی اگر کسی شخص نے کوئی ایسا فعل کیا، جو وطی کی جانب مائل کرسکتا ہو، تو اس پر وہی حکم جاری کیا، جو وطی پر کیا جاتا ہے۔

لھذا نتیجہ یہ نکلا کہ حرمتِ مصاہرت دو چیزوں سے ثابت ہوگی۔

(i) وطی سے۔(ii) ہراس فعل سے جو وطی تک پہنچانے والا ہو۔

ان کے علاوہ اور کسی فعل سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔لھذا اب مذکورہ صورت پر غور فرمایئے کہ جب کسی نے عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا اور اسے انزال ہوگیا، تو بعدِ انزال عموماً وطی سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے، نہ کہ اس کی جانب میلان۔ چنانچہ جب انزال، وطی کی جانب مائل کرنے والا نہیں، تو حرمت کا سبب بھی نہ ہوگا۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(18):۔

حرمت ثابت ہونے کے لئے عورت کے بارے میں کچھ شرط ہے؟...

جواب:۔

جی ہاں، اس کے لئے شرط ہے کہ عورت قابل شہوت ہو یعنی نو برس سے کم کی نہ ہو، نیز یہ کہ زندہ ہو، تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو بشہوت چھوا.. یا.. بوسہ لیا، تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(19):۔

کیا چھونے والے کے لئے شرط ہے کہ وہ بالغ ہو چکا ہو؟...

جواب:۔

اس کے بالغ ہونا ضروری نہیں، ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ کم از کم بارہ برس کا ہو چکا ہو۔ ﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(20):۔

کیا حرمت کا ثابت ہونا فقط مرد کے افعال سے ہوگا یا عورت کے عمل سے بھی ثابت ہو سکتی ہے؟...

جواب:۔

مرد کی طرح عورت نے بھی اگر کسی مرد کو شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا یا اس کے آلہ تناسل پر نگاہ ڈالی، تو اس سے بھی مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال(21):۔

کیا ان افعال سے حرمت ثابت ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں جان

بوجھ کر کیا گیا ہو؟...

جواب:۔

جی نہیں، یہ افعال چاہے جان بوجھ کر ہوں یا غلطی سے، بھول کر ہوں یا مجبوراً ہر طرح حرمت ثابت ہوگی، مثلاً مرد نے اندھیرے میں کسی نو برس یا زیادہ عمر کی لڑکی کو زوجہ گمان کر کے بشہوت چھوا..یا..عورت نے ۱۲برس کے لڑکے کو شوہر سمجھ کر چھوا، تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ [1]

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

(3) محارم کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا:۔

اس میں اصول یہ ہوتا ہے کہ ایسی دو عورتیں کہ جن میں سے ایک کو مرد فرض کیا جائے، تو ان کا آپس میں نکاح حرام ہو، انہیں ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ مثلاً

مثلاً دو سگی بہنیں کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد سمجھیں، تو دونوں آپس میں بہن بھائی ہوں گے اور ان کا آپس میں رشتہ حرام، لھذا ایک ہی شخص کا ایک بہن سے نکاح ہو گیا، تو جب تک یہ اس کے نکاح میں ہے، دوسری بہن سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ''وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّامَاقَدْ سَلَفَ۔ اور (حرام کیا گیا ہے تم پر) دو بہنیں اکٹھی کرنا، مگر جو ہو گزرا۔

(پ۴۔النساء۲۳)

---

[1] ۔حرمت مصاہرت کے بارے میں مزید مسائل بہار شریعت (حصہ ہفتم (۷)) میں ملاحظہ فرمایئے۔ (۱۲منہ)

اسی طرح خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کا معاملہ ہے۔کیونکہ پہلی صورت میں ماموں بھانجی یا خالہ بھانجہ ..اور..دوسری میں پھوپھی بھتیجا یا چچا بھتیجی کا رشتہ بنتا ہے۔

سیدالانبیاء (ﷺ) کا فرمان عالیشان ہے،''عورت اوراس کی پھوپھی کو نکاح میں جمع نہ کیا اور نہ عورت اوراس کی خالہ کو۔(بخاری ومسلم)

لیکن یہاں یہ خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ اگر دوعورتوں میں ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فرض کریں،تو دوسری کے لئے حرام ہواور دوسری کو مرد فرض کریں،تو پہلی حرام نہ ہو،تو ایسی دوعورتوں کے جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں مثلاً عورت اور اس کے شوہر کی دوسری بیوی سے لڑکی،کہ ان میں سے لڑکی کو مرد فرض کریں،تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی،کیونکہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور عورت کو مرد فرض کریں،تو لڑکی سے کوئی رشتہ نہ ہوگا،یونہی عورت اوراس کی بہو۔

سوال(22):۔

اگر ایسی دوعورتوں سے نکاح کرلیا،تو کیا ہو حکم ہوگا؟...

جواب:۔

اولاً دیکھا جائے گا کہ ان دونوں سے ایک ساتھ ہی نکاح ہواتھا یا علیحدہ علیحدہ۔یعنی قاضی نے مرد سے قبول کرواتے ہوئے دونوں کا عورتوں کا ذکر کیا تھا ..یا.. پہلے ایک کے بارے میں قبول کروایا،پھراس کے بعد دوسری کے بارے میں۔ اگر ایک ہی مرتبہ میں دونوں سے نکاح کیا،تو کسی سے نکاح نہ ہوا،انہیں فوراً جدا کرنا واجب ہے۔

اور اگر دو نکاح ہوئے تھے، تو پہلی سے نکاح درست ہے، دوسری کا باطل۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

(4) بیوی کا شوہر..یا..شوہر کا بیوی کا مالک ہوجانا:۔

عورت، اپنے غلام سے اور آقا، اپنی لونڈی سے نکاح نہیں کرسکتا۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

سوال (23):۔

اگر پہلے ایک دوسرے کے مالک نہ تھے، بعدِ نکاح کوئی ایک دوسرے کا مالک ہوگیا، تو کیا حکم ہے؟...

جواب:۔

یہ نکاح فوراً ختم ہوجائے گا۔﴿عالمگیری. جلد الاول..بیان المحرمات﴾

(5) شرك:۔

مسلمان کا نکاح مجوسیہ، بت پرست، سورج پرست، ستارہ پرست عورتوں سے نہیں ہوسکتا۔ یونہی مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، "وَلَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكَاتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ ۔ اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہوجائیں۔ (پ۲۔البقرة۔۲۲۱)

سوال (24):۔

کیا کسی عیسائی..یا..یہودی لڑکی سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟...

جواب:۔

اگرچہ ان سے نکاح جائز ہے، لیکن اب فی زمانہ اس میں احتیاط لازم ہے

کیونکہ اس سے بے حد مفاسد کے دروازے کھلنے کا امکان ہے، خصوصاً مذہبی کھینچا تانی میں بچوں کے مستقبل پر قائم ہونے والا برا اثر کسی پر مخفی نہیں رہ سکتا۔

پھر ان سے نکاح کا یہ جواز بھی فقط اسی صورت میں ہے، جب کہ یہ لوگ اپنے اسی مذہب یہودیت ونصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کے یہودی وعیسائی ہوں اور حقیقۃً نیچری (یعنی تقدیر کے منکر).. یا.. دہریے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ذات کا انکار کرنے والے) ہوں، تو ان سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز۔

سوال (25):۔

کیا مسلمان عورت، کسی عیسائی سے نکاح کرسکتی ہے؟...

جواب:۔

جی نہیں، مسلمان عورت کا سوائے مسلمان مرد کے کسی اور سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، "وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔ اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ (پ۲۔البقرۃ۲۲۱).

سوال (26):۔

اگر مرد وعورت دونوں غیر مسلم تھے، اب مسلمان ہوئے، تو ان کے نکاح کا کیا حکم ہوگا؟...

جواب:۔

وہی پہلا نکاح باقی رہے گا، جدید نکاح کی حاجت نہیں۔

﴿فتاوی عالمگیری جلد اول ۔بیان المحرمات﴾

سوال (27):۔

اگران میں سے کوئی ایک مسلمان ہوا، تواب کیا حکم ہوگا؟...

جواب:۔

کافر فریق کو اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر قبول کر لے، تو اسی پہلے نکاح پر باقی رہیں گے اور اگر انکار کر دے، تو جدائی کروادی جائے گی۔ عورت کے مسلمان ہونے کی صورت میں مرد کو تین حیض تک مہلت ہوگی، اگر اسلام قبول کر لے، تو ٹھیک ورنہ اس عورت کو اجازت ہوگی کہ جس سے چاہے نکاح کر لے۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

(6) آزاد عورت کے زوجیت میں ہونے کے باوجود باندی سے نکاح:۔

آزاد عورت نکاح میں ہو، تو باندی سے نکاح درست نہ ہوگا، یونہی اگر ایک ہی نکاح میں دونوں کے لئے قبول کیا، تو آزاد سے ہوجائے گا، باندی سے نہ ہوگا۔ ﴿فتاوی عالمگیری جلداول .بیان المحرمات﴾

(7) عورت کے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہونا:۔

یعنی کسی دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر کوئی عورت کسی دوسرے مرد کی عدت گزار رہی ہو، چاہے طلاق کی عدت ہو یا موت کی، دونوں صورتوں میں نکاح نہیں ہوسکتا۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول. بیان المحرمات﴾

سوال (28):۔

اگر کسی نے کسی حاملہ زانیہ سے نکاح کیا، تو کیا نکاح ہوجائے گا؟...

جواب:۔

نکاح ہوجائے گا،لیکن دیکھا جائے کہ یہ حمل اسی نکاح کرنے والے کا ہے یاکسی دوسرے کا،اگر اسی کا ہو،تو بعدِ نکاح وطی بھی کرسکتا ہے اوراگر کسی دوسرے کا ہے،تو جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے،وطی نہیں کرسکتا۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول ۔بیان المحرمات﴾

(8) شرعی تعداد:۔

شرعاً ایک مرد بیک وقت چار بیویاں نکاح میں رکھ سکتا ہے۔اللہ تعالٰی کا فرمان ہے،''فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔تو نکاح میں لاؤ جوعورتیں تمہیں خوش آئیں دودواور تین تین اور چار چار۔

(النساء۳.پ۴)

سوال(29):۔

اگرکسی نے چار کے بعد پانچویں عورت سے نکاح کرلیا،تو؟...

جواب:۔

پانچویں سے نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔

﴿فتاوی عالمگیری جلداول ۔بیان المحرمات﴾

(9) رضاعت:۔

اس کا مکمل بیان سابقہ رسالے میں موجود ہے،وہاں ملاحظہ فرمالیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿توجہ فرمائیں﴾

روزمرہ زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق مفتی اکمل مدظلہ العالی سے شرعی رہنمائی اور تحریری فتاویٰ جات کے لئے رجوع فرمائیں۔

دارالافتاء امام اہل سنت (رحمہ اللہ تعالیٰ)

جامع مسجد حقانی (رجسٹرڈ) نزد محمود آباد نمبر (۱) گرین بیلٹ

۔پی.ای.سی.ایچ.ایس۔بلاک ۶۔کراچی

نوٹ:۔

☆ تحریری فتویٰ حاصل کرنے کے لئے جوابی لفافہ ضرور ارسال فرمائیں۔

☆ نیز کثیر سوالات کی موجودگی اور دیگر دینی مصروفیات کی بناء پر جواب میں تاخیر پر ناراض نہ ہوں۔

☆ اگر کسی وجہ سے بہت جلد جواب مطلوب ہو، تو لفافے پر "جلد جواب دیں" تحریر فرمادیں۔

☆ فوری جواب حاصل کرنے کے لئے موبائیل نمبر 03002946133 پر کال کریں۔